

صَحْفٌ مَّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
آخر آمد ز پس پرده تقدیر پدید

یعنی

— (اُرْدُو ترجمہ) —

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

کے فتاویٰ اول — حصہ دہم

— (تفصیح و حواشی و ترجمہ) —

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت انا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہو

— (ناشر) —

مدینہ پبلشنگ کمپنی - بک در وڈ کراچی

(جملہ حقوق ترجمہ بحق ناشر محفوظ ہیں)

طبع اول ————— آفٹ طباعت ————— ۱۹۷۱ء

طابع و ناشر مدینہ پیشنگ کمپنی - بند روڈ - کراچی

مطبع مشہور آفٹ پریس - کراچی

کاتب محمد یوسف بنو شوقیس گوبرالوالہ

تعداد چوبیس ۴۰۰

قیمت حصہ اول - دوئم - سوئم

جلد مع پلاسٹک کور

صلفہ کاپیتا

مدینہ پیشنگ کمپنی - بند روڈ - کراچی پاکستان

فہرست مضامین اردو ترجمہ مکتوبات دفتر اول حصہ دوم

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۵	مکتوب نمبر ۴۱:	۲۵	سنت کی متابعت کی ترغیب اور اس میں کیہ طریقت و تحقیق شریعت کو عمل کرنے والی ہیں اور مقام صدیقیت میں پہنچ کر علوم شرعیہ اور علوم صوفیہ میں کوئی مخالفت نہیں رہتی۔
۲۵	ہو شہ اس کی ذات نے کثرت و بے مثال ہے اس پر کوئی حکم نہیں لگ سکتا۔ وہاں حیرت انگیزاتی ہے قیسیں اول بر وحدت سے عبارت ہے تمام ممکنات میں پایا جاتا ہے۔ جانتا چاہیے کہ اس کی ذات تعالیٰ و تقدس علمائے اہل حق کے نزدیک ہے کیف اور بے مثال ہے۔ اس کے نامو بر کچھ ہے رائد ہے۔	۲۵	محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العالمین کے محبوب ہیں جو چیز اچھی اور مرغوب ہوتی ہے وہ مطلوب و محبوب کو عطا کرتے ہیں اسی لیے آپ کی قوت کو مراط مستقیم فرمایا اور باقی کو خلفت راستے قرار دیا۔ آپ نے فرمایا بیترک سیرت محمد کی سیرت ہے بیترک آپ نے فرمایا اللہ تم نے مجھے ادب سکھایا پس بہت ہی اچھا ادب سکھایا۔
۲۵	مقام صدیقیت میں جبر ولایت کا سب سے اونچا مقام ہے علوم باطن کی علوم شرعیہ کے ساتھ پورے طرح مرافقت ہو جاتی ہے۔	۲۶	مثالی کی بددینی میں شرفیت، طریقت اور حقیقت کے حسی کلابیان سلوک کے راستے کے دوران جو خلاف شریعت امور ظاہر ہوتے ہیں وہ سکر وقت کی بنا پر ہوتے ہیں جب اس مقام سے گزار کر آگے لاتے ہیں اور مقام صحرا میں لاتے ہیں تو وہ مخالفت رائل ہو جاتی ہے صوفیہ کی ایک جماعت سکر کے باعث اعاط فاقی کی قائل ہوئی ہے۔
۲۵	مقام نبوت مقام صدیقیت سے اوپر ہے نبی کے علوم اور صدیق کے علوم میں وقتی اور اہم کام فرق ہے۔	۲۶	علماء اعاط علمی کے قائل ہیں۔ علمائے رائل صواب کے قریب ہے۔
۲۵	صدیقیت کے سچے بھٹے بھی مقامات ہیں ان میں قدرے سکر موجود ہوتا ہے۔	۲۶	
۲۵	نبی اور صدیق کے علوم میں دوسرا فرق قطعی اور طینی کا ہے نفس کے طہنہ ہو جانے کے باوجود نفس کی صفات باقی رکھنے میں بہت سے فوائد ہیں۔	۲۶	
۲۵	حدیث و احادیث من الجہاد الاکبر الی الجہاد الاکبر۔	۲۶	
۲۵	ترک اولیٰ کے ارادے سے بھی اس قدر	۲۶	

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون
۲۸	پرسائی اور مذہب کا حق ہوئی ہے کہ ایک سال کا کام ایک گھنٹہ میں سیکھا جاتا ہے۔	۲۸	ہیں اور صرف اسی کو کمال مانتے ہیں۔ شائع کیے ان اقوال کو جو وحدہ وجودی میں صریح ہیں ان کے اہلکارتوں نے ان پر عمل کرنا چاہا ہے اور اسے کلمات اور رائے علم الیقین کے مقام میں لکھے ہیں
۲۹	وہ بھی محبوب کے تابع ہونے کی وجہ سے محبوب قرار پائے گی۔	۲۹	سوال و جواب
۳۰	مکتوب نمبر ۳۲:	۳۰	توحید و وحدہ وجودی والا یقین کے مقام سے
۳۱	اس بیان میں کہ دل کو غیر حق کی محبت سے صاف کرنے کا بہترین آلہ اتباع سنت ہے۔	۳۱	بہرہ ور نہیں ہوتا۔ ایک مثال سے اس کی وضاحت
۳۲	انسان جب تک پرانہ تعلقات سے آزاد رہتا ہے محروم اور مقصد سے دور رہتا ہے۔	۳۲	اکثر اہل زمانہ نے توحید و وحدہ وجودی کا دامن پکڑا ہوا ہے جس نے قیلاہ جس نے صرف علی طور پر توحید کے علم اور ذوق و درک و لحاظ سے اور بعض اہل علم و ذوق کے طور پر۔
۳۳	مکتوب نمبر ۳۳:	۳۳	طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا یقین
۳۴	توحید شہودی اور توحید وجودی کے بیان میں اور توحید شہودی کا تحقق و شرع کے خلاف نہ ہونا اور شائع کے اقوال کو توحید شہودی پر عمل کرنا اور توحید شہودی کا یقین الیقین کے مرتبہ میں ہونا۔ توحید شہودی اور وجودی کے درمیان فرق اور ہر ایک کے معنی کا بیان اور مثال سے	۳۴	ہر دو میں ایک دوسرے کا یقین اور کشف و استدلال کا
۳۵	دوران کی وضاحت۔	۳۵	فرق ہے
۳۶	حسین بن منصور کے قول انا الحق اور ابرہید	۳۶	ہمارے خواجہ قدس سرہ کا مشرب ایک حشر
۳۷	اسطانی کے قول سبحانی الخ کا معنی	۳۷	تک توحید وجودی۔ یا آخر کار اس مقام سے آپ کو آگے چلنا پڑیگا۔
۳۸	سوال و جواب	۳۸	میل و جملہ کی نقل سے اس آگے گزرنے کی
۳۹	اس زمانہ میں محبت سے صورتوں کا لباس پہننے والے توحید و وجودی کو شائع کرنے میں مضرت	۳۹	تفسیر میں اس حشر کا مشرب بھی ایک حشر تک توحید وجودی ہی رہا۔
۴۰		۴۰	مکتوب نمبر ۴۴:
۴۱		۴۱	تیسرے بشر علیہ السلام کے زمانہ میں اس کے بیان میں کہ آپ کی شریعت کی تصدیق کرنے والے میرا امام ہیں اور اس کی تکذیب کرنے والے

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۳۸	ہے جمعیت ظاہری کی بھی ضرورت ہے۔	۳۳	بدترہی جو آدم ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی متابعت کی ترغیب میں۔
	بہترین تعلقات بھی انسان سے اور بدترین مخلوق بھی انسان ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور انسان میں سے ہیں اور رسول بعین بھی انسان ہیں سے ہی ہے۔	۳۵	احادیث صحیحہ کا اردو ترجمہ
۳۹	ماہ رمضان مبارک کے فضائل۔	۳۶	لولا کہ لما خلق اللہ سبحانہ المخلوق
۴۰	مکتوب نمبر ۴۶:	۳۷	آج عملِ قلبی کو جو دین کی حقیقت کے ساتھ ہے وہ کثیر کی طرف قبول فرماتے ہیں۔
	اس بیان میں کہ باری تعالیٰ کا وجود اس کی وحدت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اللہ جو کہ نبی کریم علیہ السلام نے گواہی سب پر یہی ہے لیکن اس وقت جبکہ قرآن مجید کے باطنی امراض سے محفوظ ہو۔	۳۸	صحاب کرام نے تمام روایات ایک ہی معنی ہجرت سے حاصل کیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار آپ کی متابعت کی یکتا سے ہرگز ہجرت تک پہنچتے ہیں۔ اگر ہجرت ظاہری میسر نہ ہو تو ہجرت باطنی ہی کہ علی طریقہ پر حاصل کرنی چاہیے۔ ظاہر و باطن کے بندوں سے دور رہنے کے باوجود باطنی قلبی کے طور پر ان کے ساتھ رہنا چاہیے۔
۴۱	نظر و فکر کی طرف وہ محتاجی جو کسی مرض کے باعث ہو بڑا ہمت کے مخالف نہیں ایمان یقینی کے حاصل کرنے میں مرض قلبی کے ازالے کی فکر ضروری ہے تنویک کے بغیر یقین کا عامل بننا مشکل ہے۔ بشریت و ملت کا منکر مصری کے انھاس کے منکر کی طرح ہے۔	۴۰	مکتوب نمبر ۴۷:
	سیر و سلاط اور تزکیہ و تہذیب سے مقصود آفات معنویہ اور امراض قلبیہ کا ازالہ ہے۔	۴۱	اس بیان میں کہ انسان کی جامعیت جس طرح اس کے کمال کا سبب ہے اسی طرح اس کے نقصان کا باعث بھی ہے۔ اور رمضان شریف کے فضائل کے بیان میں۔
۴۲	آفات معنویہ اور امراض قلبیہ کا ازالہ ہے۔	۴۲	خدا تعالیٰ کے دوست اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہدی کے ساتھ تلقین بھی حق تعالیٰ کی معیت میں ایک طرح کی رکاوٹ ہے۔ اس کو مٹانے سے ہمارے ہونے کے بعد قرب ہی قرب اور اتصال ہی اتصال ہے۔
۴۳	مکتوب نمبر ۴۸:	۴۳	آدمی کو جس طرح جمعیت باطنی کی ضرورت
	گندہ شہسوی کے گندہ کی ملکیت کے بیان		

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۴۵	مکتوب نمبر ۴۸:	۴۱	ہیں جو علیہ السلام کے چچے ہیں اور اہل اسلام کو بخوار اور بے اعتبار رکھتے ہیں۔ اور ابتدائے بائبل کے وقت ہی ترویج دین کی ترقی میں۔
۴۵	علماء اور طلبہ علوم کی تنظیم کی ترغیب کے بیان میں۔	۴۲	بادشاہ جہان کے لیے اس طرح ہے جس طرح دل بہان کے لیے۔ بادشاہ کی صلاح اور دوستی میں جہان کی دوستی اور اس کے شراب ہونے میں جہان کی خرابی ہے۔
۴۶	نقل قیامت کو شریعت کے متعلق سوال ہوگا۔ تصورات کے متعلق نہیں ہوگا۔	۴۳	آج جبکہ بادشاہ اسلام کے تحت نشین ہوئے کی بشارت خاص دعام کے قانون تک پہنچ چکی ہے سب اہل اسلام پر اس کی مدد و اعانت لازم ہے اور بہترین مدد سائل شریعت کی وضاحت اور عقائد کھد سید کا اظہار ہے۔
۴۶	جنت میں داخلہ اور دفعہ سے نجات شریعت کی بجا آوری سے وابستہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام شرائع کی دعوت دی ہے۔	۴۴	اس قسم کی مدد علماء اہل حق کے ساتھ مخصوص ہے۔
۴۶	اہل ترین نیکی شریعت کی ترویج میں کوشش اور اس کے احکام میں سے کسی کا زندہ اور جان کرنا ہے۔	۴۴	علمائے دنیا کی صفت تہرہ تھا کہ ہے اور ان کا فساد متعدی ہے۔ گزشتہ صدی میں دین پر جو بلا و مصیبت تھی تو اس جماعت علماء و دینیائی شریعتی اور دینی سے ہی تھی۔
۴۶	راہ خدا میں گمراہی کو روکنا اور بے خیر کرنا انسانوں کو نہیں دیکھتا۔ مسائل شریعتی میں سے ایک مسئلے کو رواج دینے کا ثواب ہے۔	۴۵	اس زمانہ کے اکثر جہلاء و صوفی تمام علماء و مومنین کا سکھ رکھتے ہیں۔
۴۶	وہ الی جو تائید شریعت میں خرچ کیا جائے بہت اور بجا و بدرکھتا ہے۔ اور اس نیت سے ایک نیک خرچ کرنا لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔	۴۵	ایسے آپ کو اس زمین کی طرف تصور کریں جو موت کی آتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام خدیاروں میں جا شامل ہوئی۔
۴۶	فہم میں گرفتار طالب علم کی فضیلت نجات یافتہ صوفی پر اور اس پر استدلال	۴۵	مکتوب ایک کو ترویج شریعت پر اجماعاً
۴۶	دعوت و ارشاد کے لیے مخلوق کی طرف لڑائے گئے صوفی کو نبوت کے فیضان سے حصہ ملتا ہے اور وہ بھی علمائے شریعت میں داخل ہے		
۴۶	مکتوب نمبر ۴۹:		

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۵۱	کڑا ہے۔	۴۷	دو قسم کی دولت جمع کرنے کی ترغیب میں پہنچے
۵۱	احکام شرعیہ میں سے ایک حکم کی بجا آوری	۴۸	غابر کو احکام شرعیہ کے ساتھ آراستہ کرنا اور باطن کو
۵۱	خواہشات نفسانی کے شائع ہونے پر اپنی طرف سے	۴۸	بہتر حق سبحانہ کی گرفتاری سے آزاد کرنا۔
۵۱	ہزار سالہ ریاضات و مجاہدات سے بہتر ہے۔	۴۸	مکتوب نمبر ۵۰:
۵۱	پرچہ نمبر ۱ اور ۲ گویا نے ریاضات کثیفہ میں	۴۸	کیسی دنیا کی ذلت کے بیان میں
۵۱	کوئی کسرا ٹھاسیں مگر لیکن بے فائدہ ہے۔	۴۸	اگر کسی نے وحیت کی کمر بستہ رہنے کے بعد
۵۱	حکم شرع کے مطابق بطور زکوٰۃ ایک صوم	۴۸	میرا مال نہ لے میں ہے عقل انسان کو دینا تو وہ
۵۱	ادا کرنا نفس کی دیرانی میں اپنی طرف سے ہزار	۴۸	ناہک کو دینا چاہیے۔
۵۱	دینار صرف کرنے سے بہتر ہے۔	۴۹	مکتوب نمبر ۵۱:
۵۱	شریعت کے حکم کے مطابق عہد فطر کے بعد	۴۹	ترویج شریعت کی ترغیب میں
۵۱	کھانا کھانا اپنی طرف سے ہزار سال کے روزے	۵۰	مکتوب نمبر ۵۲:
۵۱	سے بہتر ہے۔	۵۰	نفس مارہ کی ذلت اور اس کے مرض ذاتی
۵۱	نہج کی درگت نماز باجماعت ادا کرنا اس	۵۰	اور اس کے ازالے کے علاج کے بیان میں
۵۱	بہتر ہے کہ انسان صاری رات نفل میں گزارے	۵۰	نفس مارہ کے روحی الوہیت اور شرکت کا
۵۱	اور نماز باجماعت ادا کرے	۵۰	بیان اہل اس بے معاونت نفس کا شرکت پر واضح نہ
۵۱	جب تک نفس پاک نہ ہو اپنے بہتر ہوئے	۵۰	ہونا۔
۵۱	کے باوجود یہ ہے آنا نہیں ہو سکتا۔	۵۰	حدیث قدسی عَادَ نَفْسُكَ الْمَرْءَ
۵۲	تو یہ نفس میں کھڑی ہے نافع ترین شے ہے	۵۰	نفس کی پرورش و اصل خدا کے رشتہ میں
۵۲	جب نفس سرکش کے مقام میں آئے تو	۵۰	پرورش ہے۔
۵۲	تو کھڑی ہے تنہا سے اپنے ایمان کی تجدید	۵۰	حدیث قدسی الْکَلْبُ يَأْخُذُ الْإِنْسَانَ
۵۲	گرفتاری چاہیے۔	۵۱	دنیا کے ملعون ہونے کا راز
۵۲	مکتوب نمبر ۵۳:	۵۱	فقر کو فقر محمدی ہونے کا ثبوت مائل ہے۔
۵۲	اس بیان میں کہ علماء و سواد کا اختلاف تمام	۵۱	اس کی وجہ انبیاء کی پشت سے مقصود اور تکالیف شرع
۵۲	عالم کا موجب ہے۔	۵۱	میں ملکت نفس مارہ کو عاجز کرنا اور اسے دیران

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون
۵۱	اس کی بدعتی میں کسے کلام ہے	۵۲	دینار و عمارت بہت ہی قلیل ہیں
۵۶	یہ پر لکھت میں ترقی کی وجہ	۵۳	نوشہ صدی میں علماء کا اختلاف جہان کو
۵۶	قلب زمان حضرت مخدوم جانیوں کی کتاب	۵۴	بدعتیہ میں گرفتار رکھا ہے۔
۵۶	کے علماء کی ترقی ہیں۔	۵۴	جس طرح جہان کی نجات اور صلاح علماء
۵۶	مکتوب نمبر ۵۵:	۵۴	سے وابستہ ہے ہمدان کا فساد بھی انہی سے تعلق
۵۶	اپنے بعض دوستوں کے ساتھ اظہار محبت	۵۴	رکھتا ہے۔
۵۶	کے بیان میں	۵۴	ایک بزرگ نے ابلیس کو فارغ شیا بھیجا
۵۶	حدیث من احب اخا و علیہ السلام	۵۴	تو اس کا راز دریافت کیا اس نے جواب دیا میرا
۵۶	اس محبت کے باعث ہر آنحضرت علیہ السلام	۵۴	کام اس وقت کے علماء کو رہے ہیں۔
۵۶	والسلام کے اقرباء کے ساتھ پیدا ہو چکی ہے	۵۴	مکتوب نمبر ۵۴:
۵۶	بند و کوہست ایدہ تہیں آپ کی ہے	۵۴	اس بیان میں کہ بندگان کی صحبت سے چنا
۵۶	مکتوب نمبر ۵۶:	۵۴	مردی ہے اور بدترین بدعتی فرقہ شیعہ
۵۶	ایک سید صاحب کی سفارش کے سلیس	۵۴	شیعہ ہے۔
۵۶	مکتوب نمبر ۵۶:	۵۴	بدعتیوں کی صحبت کا فساد کا فرق صحبت
۵۶	فیضیت کے بیان میں	۵۴	سے زیادہ ہے
۵۶	حقیقت اور طریقت حقیقت شریعت	۵۴	تمام بدعتی فرقوں میں بدترین وہ جماعت
۵۶	جبارت ہے اور اس حقیقت کا راستہ	۵۴	ہے بڑا صاحب پیغمبر سے بغض رکھتی ہے
۵۶	مکتوب نمبر ۵۸:	۵۴	صحابہ کرام سے بغض رکھنے والوں کو اللہ
۵۶	اس بیان میں کہ سارا راستہ کل سات قدم	۵۴	تعالیٰ نے قرآن مجید میں کا فر کہا ہے
۵۶	ہے۔ اور شائع نقشبندیہ نے عالم امر سے ابتدا	۵۴	صحابہ کرام پر اعتراض قرآن و شریعت
۵۶	انتہا کی ہے۔ اور ان بدگون کا طریقہ صحابہ کرام	۵۴	پر اعتراض ہے
۵۶	کا طریقہ ہے	۵۴	حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کا مخالف تھا
۵۶	جہاں راستہ صرف سات قدم ہے وہ قدم	۵۴	پر تھا۔
۵۶	عالم خلق میں اور پانچ عالم امر ہیں۔ ان سات	۵۴	پر بدعتی دولت اصحاب میں سے نہیں ہے

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۵۹	اہل سنت کے مخالفانہ دیدار یا مذہبی تعالیٰ اور شفاعت کے منکر ہیں۔ یہ لوگ محبت کی نفیست سے بے خبر ہیں۔ اور اہل بیت رسول علیہ السلام کی محبت سے محروم ہیں۔	۵۹	قدموں سے ہر قدم میں دس ہزار عجاibat راستے سے چلتے ہیں۔
۶۲	صحابہ کرام کا الہیہ پر متفق ہونا، اور انہیں آسمان کے نیچے ابر کے سے بہتر کوئی شخص نہ لانا۔ اہل بیت حسرتِ نعت کی کشتی کی طرح ہیں، اور	۵۹	اہل قدم میں افعال کی تجلی رونما ہوتی ہے دوسرے میں تجلی صفات اور تیسرے قدم میں تجلیات فانی کا آغاز ہو جاتا ہے
۶۲	صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اور اس راز کا بیان بعض صحابہ کا انکار تمام صحابہ کا انکار ہے پیغمبر علیہ السلام کی صحبت کی نفیست تمام فضائل سے اوپر ہے۔	۵۹	دوسروں کی نہایت ان کی ابتداء میں درج ہے
۶۲	اور اس قرنی ادنیٰ درجہ صحابی کے سربہ کو نہیں پہنچ سکے۔	۵۹	صحابہ کرام کو غیر البشر علیہ السلام کی پسلی صحبت میں ہی وہ کچھ میسر آیا جو کامل اولیاء کو نہایت پہنچ کر بھی کم ہی نصیب ہوتا ہے
۶۲	صحابہ کا ایمان شعوری تھا۔	۵۹	ابن مبارک سے لوگوں نے یہ جھگڑا عاویر افضل ہیں یا ابن عبد العزیز؟ آپ نے فرمایا حضور کی محبت میں حضرت معاویہ کے گھڑے کی ناک میں جو بخار داخل ہوئی وہ گئی مرتبہ عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے۔
۶۲	صحابہ کرام کے آپس میں جھگڑے طعنات و تہمتیں صحیح ترجیحات پر مبنی ہیں اور ان کی خطا اجتہاد کی خطا تھی۔	۶۰	مکتوب نمبر ۵۹:
۶۳	اہل سنت کا طریقہ اقوال و تقریر سے محفوظ ہے علم و عمل و شریعت سے مستفاد ہے اور ان کو دلائل میں اخص طریق تصدیق سے وابستہ ہے۔	۶۰	اس بیان میں کہ انسان کے لیے نجات الہی حاصل کرنے کے لیے تین چیزیں کا ہونا ضروری ہے اور اہل سنت کی اتباع کے بغیر نجات محال ہے۔ اور علم و عمل شریعت کو مستفاد ہیں اور اخلاص کا حصول طریقہ مصروف کے طریق پر پہلے سے حاصل ہوتا ہے۔
۶۳	سیرانی اللہ اور سیر فی اللہ کے حصول کے بغیر نہ حقیقت اخلاص سے دور رہتا ہے بلکہ تمام اعمال و اقوال میں اخلاص غیب نہیں ہوتا۔	۶۱	اگر اہل سنت کی اتباع سے بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔
۶۳	اولیاء اللہ جو کچھ کہتے ہیں صرف حق میں خدا		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۶۶	مکتوب نمبر ۶۱:	۶۳	مکے لیے کرتے ہیں۔
۶۶	شیخ کمال کی صحبت اختیار کرنے اور ناقص کی	۶۴	مخلص اور مخلص کے درمیان فرق
۶۶	صحبت سے اقتضاب کرنے کے بیان میں	۶۴	علوم صرفیہ سے نفع کا بیان
۶۶	طلب کا ہونا حصول مطلوب کی بشارت دینا	۶۴	مکتوب نمبر ۶۰:
۶۶	دولت طلب کو نعمت عظمیٰ تصور کرتے ہوئے	۶۴	نئی خواہ اور دفع وسوسہ کے بیان میں
۶۶	ہر مخالفت امر سے بچنا چاہیے	۶۴	دفع وسوسہ طریقہ حضرات نقشبندیہ میں
۶۶	اگر حقیقت التہام میں سر نہ ہو قاس کی صورت	۶۴	مکمل طور پر حاصل ہے
۶۶	گورنر نہیں کرنا چاہیے۔	۶۴	بعض مشائخ نے دفع خواہ کے لیے ملگشتی
۶۶	شیخ کمال کی وفات تک وصول کے بعد تمام راویوں	۶۴	کی ہے۔
۶۶	اس کے سپرد کرنی چاہیں جس طرح میت قتال کے	۶۴	خواہ اجارہ قدس متروک کے کلام میں خواہ
۶۶	یاقین آتے ہے۔	۶۴	سے مراد
۶۶	فتاویٰ اول فتاویٰ الشیخ ہے۔	۶۴	اس سلسلہ کے مخلصوں میں سے ایک لکھنؤ میں
۶۶	ابتداء طالب کمال غشت اور کیسٹ کی حالت	۶۴	دینا حال میں بیان کرتا ہے کہ باطن میں اگر عروج
۶۶	میں ہوتا ہے جناب قدس خداوندی سے کچھ رست	۶۴	بھی اسے مل جائے تو ساری طرف میں کوئی دوسرے
۶۶	نہیں رکھتا۔ لہذا دوطرف تعلق رکھنے والا واسطہ دینا	۶۴	دل پر سے نہیں گزر سکتا۔ بلکہ دوسرے دل میں لانے
۶۶	میں چاہیے۔ اور وہ واسطہ شیخ کمال کمال کہنے والا ہے	۶۴	کے لیے اگر سالہا سال تکلف بھی کرے تو تمہیں
۶۶	طلب میں جسے زیادہ متورم نہ لے والی چیز یہ	۶۴	آسکتا
۶۶	ہے کہ طالب شیخ ناقص کی طرف رجوع کرے جس نے	۶۴	وسوسہ کو دل میں یا جاس میں کے پچھلے کے
۶۶	ایسی کام مکمل نہیں ہوا دوسرے شیخ پر مٹیجہ جائے۔	۶۴	ذریعہ تکلف روکنے سے مطلوب کی طرف دعاء
۶۶	اس کی صحبت نہ ہر قائل ہے۔	۶۴	توجہ حال ہے
۶۶	راستے کا دار مدار صحبت پر ہے بغفت و شہید	۶۴	دائم حفاظت جو اس سلسلہ کے مبتدیان کو
۶۶	سے کام نہیں بنتا۔	۶۴	میسر آتی ہے وہ ایک دوسری شے ہے
۶۶	مکتوب نمبر ۶۲:	۶۴	دوام توجہ جسے ہم بیان کر رہے ہیں اس سے
۶۶	اس بیان میں کہ جو جہاد سلوک سے پہلے	۶۴	مراوا وداشت ہے جو تہذیب کمال کی نساہت ہے۔

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۷۲	افسوس اگر روح اس گرفتاری سے آزاد ہو جائے	۶۸	ہوتا ہے وہ مقام میں سے نہیں ہے بلکہ جو جلدی
۷۳	وطن اصلی کی طرف رجوع نہ کرے۔	۶۹	سلوک کے بعد یہ مقام میں سے وہ ہے
۷۴	اگر دنیا میں وہ دھالم نہ ہوتا تو جو برابر اس	۷۰	نسایت کے بلایت میں درج ہونے سے
۷۵	کی قیمت نہ ہوتی	۷۱	مکتوب نمبر ۶۳:
۷۶	حوادث زمانہ کی غمی گڑبی دعا کی طرح ناسخ	۷۲	اس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام صلیہ
۷۷	عام و حقوق میں لوگ جو کھانا بے غلو میں	۷۳	متفق ہیں امداد کے بعض متفق ظلمات کا بیان
۷۸	پکاتے ہیں اور کھانے والوں کا طعام کے متعلق شک	۷۴	انبیاء کو ام طیم السلام سراسر رحمت ہیں۔
۷۹	شکایت صاحب طعام کی شکستہ دلی کا سبب	۷۵	اگر ان کا وجود شریف نہ ہوتا تو حق سبحانہ بھان کو
۸۰	بتا ہے یہی شکستہ دلی طعام کی اس ظلمت کو	۷۶	اپنی ذات و صفات سے واقف نہ کرتا۔
۸۱	زائل کر دیتی ہے۔ اور وہ کھانا قبولیت کے	۷۷	یہ بزرگ گروہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات
۸۲	مقام میں پہنچ جاتا ہے۔	۷۸	شہر و نشر و ارمال رسل و فرشتہ کے نزول اور حشر
۸۳	عبادت تذل اور انکسار کا نام ہے۔	۷۹	و دروغ میں اتفاق رکھتا ہے۔ صرف بعض فروغ
۸۴	پیدا نش انسانی سے مخصوص اس کی خدائی	۸۰	میں مختلف ہے۔
۸۵	اور اظہار بجز ہے خاص کو ازل اسلام	۸۱	احکام شرعیہ میں نسخ و تبدیلی حق تعالیٰ کی مکتوبات
۸۶	مکتوب نمبر ۶۵:	۸۲	اور مصالح میں سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور کھانا
۸۷	اسلام کے کمزور ہوتے پر افسوس کسے ادا	۸۳	بزرگ دار کے سر و ابد میں فرق
۸۸	تقریب اسلام اور اجراء احتکام کی ترغیب کے	۸۴	مکتوب نمبر ۶۴:
۸۹	بیان میں۔	۸۵	جسمانی اور روحانی لذت و الم کے بیان
۹۰	حدیث الاسلاہ بدہ مغربیہ الم	۸۶	میں اور جسمانی آلام و مصائب کے براہ راست کوٹنے
۹۱	اسلام کی بے کسی اس حد تک پہنچ چکی ہے	۸۷	کی ترغیب میں۔
۹۲	کہ کھانا اعلیٰ اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور	۸۸	ہر چیز جس میں جسم کے لیے لذت ہے روح
۹۳	مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے دل	۸۹	کے لیے اس میں الم اور تکلیف ہے۔ دبا مکس
۹۴	درا گیا ہے۔	۹۰	اس عالم و دنیا میں عوام کا لافتمام کی روح
۹۵	حدیث میں وارد ہے لن یثمن احدکم	۹۱	بھی جسم کی حیثیت اختیار نہ کر چکی ہے۔ افسوس بڑا

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۷۸	گھوڑے کی ناک کا خیار عمر بن عبد العزیز سے کہنی	۷۵	حقیقی قال جھنوں
۷۸	مرتبہ ہنر ہے		اصحاب کسف سے سوائے ہنر کے اور
۷۸	حضرت خواجگان کا سلسلہ سلسلۃ الدروب ہے	۷۵	کوئی نمایاں عمل صادقین ہوا
	ان بزرگوں کے طریقہ کی فضیلت دوسرے	۷۶	قول چناد
	طریقوں پر اس طرح ہے جس طرح صحابہ کرام کے		حضرت خواجہ عبید اللہ احوال کا قول کہ اگر
۷۸	کی فضیلت دوسرے زمانوں پر ہے۔		میں بیری مریدی کر لیں تو کسی ہیرہ کہ بیان میں مرید
	حضرت تراجہ نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے		نہ لے لیکن ہمارے فرمان ایک اور کام لگایا گیا ہے
۷۹	ہیں ہمارا کام اللہ کے فضل سے وابستہ ہے۔	۷۶	ادودہ شریعت کی ترویج ہے
۷۹	مکتوب نمبر ۶۷ :	۷۷	حدیث من احب اخا و فلیعلم لیاہ
۷۹	ایک علاج کی سفارش کے سلسلہ میں	۷۷	مکتوب نمبر ۶۶ :
۷۹	انصار حق میں ایک طرح کی تلخی ہوتی ہے		طریقہ نقشبندیہ کی حد ادودہ دوسرے
	احوال کے لوازمات امکان کے لوازم میں سے	۷۷	اس کی فضیلت کے بیان میں
	ہیں۔ یہ رو ممکن کہیں جلال کا مغلوب ہوتا ہے		حضرت خواجگان کا طریقہ نہایت کے
۷۹	اور کہیں اس پر مجال کی حکمرانی ہوتی ہے	۷۷	بیادیت میں درج ہونے پر مبنی ہے
	قلب اللہ من بین اصبعین من	۷۷	یہ طریقہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے
۷۹	اصابع الرحمن الم		اصحاب کرام کو غیر البشر علیہ السلام کی اولی
۸۰	مکتوب نمبر ۶۸ :		صحبت میں وہ کچھ میسر آگیا کہ دوسرے اولیائے
	اس بیان میں کہ تواضع ارباب عمارت زیب دیتی		امت کو نہایت انصاف پر پہنچ کر بھی اس کا ایک شکر
۸۰	ہے اور استغناء ارباب فقر کو	۷۷	ضیاع ہوتا ہے
۸۰	ایمانت خلعت ادب و ادب سے برتری ہیں		حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائل
۸۰	التکبر مع التکبر صدقہ		صحبت غیر البشر علیہ السلام کے سبب اور میں قرنی
	خواجہ نقشبند کو ایک شخص نے کہا کہ آپ	۷۸	سے افضل ہے
	شکریہ میں آپ نے فرمایا میرا کبر رب تعالیٰ کی	۷۸	بترین زمانہ اصحاب کرام کا زمانہ ہے
۸۰	کبریائی کی وہ ہے۔		حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

نمبر مسئلہ	مضمرات	نمبر مسئلہ	مضمرات
۸۵	اس بیان میں کہ نعمت عطا کرنے والے کا شکر نعمت والے پر لازم و ضروری ہے	۸۰	حدیث رب اشعث تقریباً آشتی سے مختصر و اپنے پروردگار
۸۶	انفیاء پر فقر کی نسبت کئی گنا زیادہ شکر ضروری ہے	۸۱	جبر کے واقفیت اور ان میں مرید و بانیوں کا حقیقت
۸۷	اس نعمت کے فقرا و انفیاء کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں جاتیں گے	۸۲	مکتوب نمبر ۶۹:
۸۸	منعم تقاضا کا شکر و تصبیح عقائد اور سنت کی آراء کے مطابق ضروری ہے۔ اور انہی احکام شرعیہ کی بجا آوری کی صورت میں اور شائق سوگ	۸۳	اس بیان میں کہ آدمی کی جاہلیت جبر طاعت
۸۹	صرفہ کے طریق کے مطابق ترک یا نفس نہ مانع آخری رکن کا وجوب استحضار ہے، اگرچہ پہلے دو ارکان کا وجوب استحضار نہیں۔ رد عمل پر	۸۴	اس کی وادی کا سبب ہے اسی طرح اس کے قرب کا سبب بھی ہے
۹۰	ان میں طریقوں کے خلاف ہے مصیبت اور تاقرانی میں داخل ہے	۸۵	حدیث لایس حنی ارضی ولا معانی پہتر سو مروجہات بھی انصار ہے اور بدو
۹۱	ہندوستان کے برہمنوں اور برہمنوں کے عقائد کی ریاضتیں کچھ قدر وقیفیت نہیں رکھتیں۔	۸۶	مروجہات بھی وہی ہے
۹۲	مکتوب نمبر ۷۲:	۸۷	اموال تائید اور چرتے والے موشیروں کی
۹۳	دین کے ساتھ دنیا کا جمع کرنا مشکل ہے	۸۸	ذکر ادا کرنا
۹۴	اور تقیہ نہ اور پانچ سو آئے و معانی ترک کرنا ہے	۸۹	لذیذ کھا نا کس نیت سے کھانا اور ست ہے
۹۵	الترک کئی بھی حیرت و حیرت ہو کر ایسا شخص منافق کے سم میں ہے	۹۰	اور نفس لباس کس ارادت کے تحت چنانچہ ان کے
۹۶	مکتوب نمبر ۷۳:	۹۱	اگر حقیقت نیت میسر آئے کہ ترک
۹۷	دنیا اور دینی دنیا کی قدمت اور خیرات	۹۲	کے ساتھ اس نیت پر اپنے آپ کو لانا چاہیے
۹۸	علم کی تکمیل کی مذمت اور فضول بیامناس	۹۳	حدیث فان لم تبکوا فلبنا کما
		۹۴	تمام امور میں ملائے ویندار کے فتوے
		۹۵	کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہیے
		۹۶	مکتوب نمبر ۷۴:

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
۹۱	تعالیٰ کی طرف اس کا نفع نہیں لوٹتا اگر دنیا دار و دوسروں سے کوئی اپنے ماتحت کر کسی کام کا حکم کرے اور کوئی خدمت ذات لگائے تو وہ ماتحت کس متدد پھرے اور سچی سے وہ خدمت بجالاتا ہے۔ کتنی ہی بات ہے کہ رب تعالیٰ کی عظمت اس دنیا دار کی عظمت سے بھی نظر میں کم محسوس ہو۔ ایسی روش سے شرم کر لی جانیے	۸۸	سے بچتے اور نیک کاموں پر ابھارتے کے بیان میں دنیا کی حقیقت شکر چڑھا جو امر و نہی اور گیر و دار و تکلیفوں سے ہماری جوئی نڈھی ہے حدیث ما الدینا والاخوة الاخوان وہ علوم و حقائق میں کام نہیں آئیں گے دنیا میں داخل ہیں
۹۲	از سر نو ایمان کی تجدید کرنی چاہیے	۸۹	علم نجوم، منطق و فلسفہ ایمان کے مناسب علوم کے ماحول کرنے کا حکم
۹۳	ادائے زکوٰۃ کا آسان طریقہ	۸۹	فضول و مباحات سے بچنا چاہیے
۹۳	نفس بالذات صحت بخوش ہے	۹۰	مشائخ نقشبندیہ نے عزیمت پر عمل کرنا اختیار کیا ہے اور سخت سے اجتناب کیا ہے
۹۴	بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں چوری کرنا کرنی چاہیے	۹۰	یا اول دائرہ مباحات سے باہر نہیں رکھنا چاہیے اور محرمات و شہوات نگہ نہیں کرنا چاہیے
۹۴	احکام شرعیہ علمائے آخرت سے معلوم کرنے چاہیے۔	۹۰	اس کے برابر اور گنہ گری میں ہر سنگتی ہے کہ بند سے کاروبار اس کے اعمال و کردار سے ماضی ہو۔ اور اس سے زیادہ اور گنہ گری میں ہر سنگتی ہے کہ بند سے کاروبار اس کے اعمال سے ماضی ہو۔
۹۴	علمائے دنیا سے منبروں نے علم کو مال مجاہد کا وسیلہ بنایا ہوا ہے و دور رہنا چاہیے	۹۱	والدین کا وجود اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہے
۹۴	مقصود عمل ہے ذکر صرف علم	۹۱	برائی کے وقت تھوڑے عمل کی وہ قدر قیمت ہے کہ برے کاموں میں اس سے کتنی گن زیادہ کی بھی وہ قدر و قیمت نہیں
۹۴	حدیث اشھد الناس عدا ابانہم القیۃ اس گروہ کی بہت کدشتہ ہاتھ نہیں پٹنے دینا چاہیے	۹۱	وہ عبادت جس کا شریعہ محمدی نے مکمل دیا ہے اور اس سے مقصود بھی بندوں ہی کا نفع ہے۔ حق
۹۵	مکتوب نمبر ۷۴ : تقرار کی محبت پر ابھارتے اور اتباع شریعت کی نصیحت کے بیان میں		
۹۶	لا تھرجسوا اللہ		
۹۶	کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۰۱	انکسار الحاحین احب الی من صلوۃ المطہیین	۹۶	قال صلی اللہ علیہ وسلم رب اشعث الخ
۱۰۲	حرام سے پیدا ہو کر قسم ہے۔ ایک قسم متحقق اللہ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری قسم متحقق العباد سے	۹۷	ان لکثرة المسامۃ شیء عظیم
۱۰۳	حدیث من کانت لہ مظلمۃ لایخیرہ عن عرضہ الخ	۹۸	ولان روز کز فصل پرستند الخ
۱۰۴	حدیث لا یزال طائغۃ من اھل حق	۹۹	وینارب تعالیٰ کو ناپسند ہے اور بے قدر
۱۰۵	ظاہرین الخ	۱۰۰	مکتوب نمبر ۷۵ :
۱۰۶	مکتوب نمبر ۷۷ :	۱۰۱	سیدہ کنین کی شہادت پر اجماع نے سکویاں
۱۰۷	اس بیان میں کہ بے کیف اور بے مثال خدا تعالیٰ کی عبادت کب میسر آتی ہے۔	۱۰۲	میں۔ اولاً تصحیح مقام کی ضرورت میں دوم احکام
۱۰۸	وہ عبادت جو رغبت و شوق کے تحت ہے فی الحقیقت اپنی عبادت ہے	۱۰۳	شرعیہ اور علم حلال و حرام و فرض و واجب اور سنت
۱۰۹	ولایت میں رہن حق تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔ اور نبوت کے ساتھ نیچے لانے ہیں۔ اور اس کمال کو خلق کی طرف توجہ کے ساتھ جمع کر دیتے ہیں	۱۰۴	کے مسائل کرنے کے ساتھ اس کے بعد عالم قدس کی طرف پرواز نصیب ہو سکتی ہے
۱۱۰	بعض نے کہا ہے نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے	۱۰۵	تجدد و تسعد و تنوین ہونا چاہیے
۱۱۱	ہر جو غیر کی شریعت اس کی عزت کے منافی ہوتی ہے	۱۰۶	مکتوب نمبر ۷۶ :
۱۱۲	سوال و جواب	۱۰۷	اس بیان میں کہ ترقی تقویٰ سے وابستہ ہے
۱۱۳	مکتوب نمبر ۷۸ :	۱۰۸	اور فضول جماعات کے ترک پر اجماع نے اور اس
۱۱۴	سفر و وطن اور سیر آفاقی اور انفسی کے بیان میں اور اس بیان میں کہ اس دولت کا حصول صاف	۱۰۹	بیان میں کہ حرام سے پیدا ہو کر قسم ہے
۱۱۵		۱۱۰	بلکہ نجات و ہدایت پر ہے : اقامہ کو بحال کرنا
		۱۱۱	اور مروتات سے بچنا۔ اور درجہ کا بیان
		۱۱۲	فرشتے پر انسان کی نصیحت کا موجب
		۱۱۳	جماعات میں کھلی آقاوی شہادت تک اور شہر حرام
		۱۱۴	تک پہنچا دیتا ہے پس کمال درجہ تقویٰ کے حصول
		۱۱۵	کے لیے جماعات میں بھی بقدر ضرورت پر کثرت کرنا
		۱۱۶	چاہیے :
		۱۱۷	حرام سے بچنا کہ لازم جانتے ہوئے فضول
		۱۱۸	جماعات کا دائرہ بھی تنگ رکھنا چاہیے

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۰۸	کا خلاصہ ہے	۱۰۵	شریعت کی اتباع سے وابستہ ہے
	اس شریعت کی تصدیق اور اس کے اعمال کی	۱۰۵	حب الوطن من الایمان لغزوہ تبوک
۱۰۹	بجاء آوردی تمام گزشتہ شریعتوں کی تصدیق ہے	۱۰۵	سفر در وطن اسلوبی تقبیہ میں سے ہے
	آں سرور علیہ السلام کا انکار تمام کمالات کا		ایک جماعت کو اگر چاہتے ہیں تو محمدیہ
	انکار ہے۔ اور آپ کی تصدیق تمام کمالات کی		ساگ بنا دیتے ہیں اور بیرونی سیروں ڈال
۱۰۹	تصدیق ہے		دے ہیں اور اس سر کے مکمل ہونے کے بعد
۱۰۹	آں سرور علیہ السلام کا انکار کب پر ہے	۱۰۹	ہمیر انفسی کی طرف لاتے ہیں
۱۱۰	مکتوب نمبر ۸:		اس دولت تک وصول پیدا دیتی آخرین
	اس بیان میں کہ تشریف فرما میں نامی مسرت	۱۰۹	کی اتباع سے وابستہ ہے
۱۱۰	اہل سنت و جماعت ہیں		شریعت کی مخالفت کے باوجود بالہرض
	فرقہ ناجیہ کی تیزگی دلیل حسنہ صلی اللہ علیہ		اگر حوالہ و مواجہہ حاصل ہوں تو وہ اسد راج
	و سلم نے یہ بیان فرمایا الذین ھم علیٰ ھانا	۱۰۹	میں داخل ہے۔
۱۱۰	علیہ و احصا فی	۱۰۹	طابق حدیث جیدۃ دعوایہ ایمانکم الخ
	اپنے ذکر کے ساتھ صحابہ کرام کا ذکر آپ نے	۱۰۹	حدیث ھلک المستوفون
	اس لیے کیا تاکہ واضح ہو کہ حضور کا طریقہ وہی ہے		جب تک ایک ہاں بلا برہم شریعت کی
	جو صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ اور نجات مان کی اتباع	۱۰۹	مخالفت کی راہ کھل رہے غم و غم موجود ہے۔
۱۱۰	کے ساتھ وابستہ ہے اور بس		اہل اللہ پر اعتراض خصوصاً اہل دیرین
	رسول کی اطاعت عین حق تعالیٰ کی اطاعت		میں پیری مریدی کا تعلق ہوا ہرگز نہیں ہونا چاہیے
	ہے اور رسول کی نافرمانی عین خدا تعالیٰ کی نافرمانی	۱۰۹	اور اسے زہر قاتل جاننا چاہیے
۱۱۰	ہے۔	۱۰۹	مکتوب نمبر ۹:
	جس جماعت نے خدا کی اطاعت کو رسول کی		اس بیان میں کہ یہ شریعت تمام اہل شریعت
	اطاعت کے خلاف تصور کیا ہے ان کے حق میں جہاد	۱۰۹	کی جامع ہے۔
۱۱۰	ہے بحیرہ دلت ان یقین ثوابین اللہ و رسولہ	۱۰۸	قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے
	آں سرور علیہ السلام کی اطاعت کا فرض و کرا		آں سرور علیہ السلام کی شریعت تمام اہل شریعت

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۱۵	اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی	۱۱۰	اور صحابہ کی اتباع کی مخالفت کرنا ایسا دعویٰ
۱۱۵	حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے استعا میں	۱۱۱	یا نکل یا طیل ہے
۱۱۵	بیعت کرنے میں ترقف کی وجہ	۱۱۱	اس میں شک نہیں صحابہ کرام کی اتباع کر
۱۱۵	صحابہ کرام کے درمیان واقع ہونے والے	۱۱۱	لازم ہونے والے صرف اول سنت و جماعت ہیں
۱۱۵	اختلافات خواہش نفسانی کے تحت نہیں تھے بلکہ	۱۱۱	شیعہ اور خوارج اتباع صحابہ سے محروم ہیں
۱۱۵	وہ اجتماع پر مبنی تھے۔	۱۱۱	فرقہ معترکہ کا مذہب نیا ایجاد شدہ مذہب ہے
۱۱۶	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۱۱۱	صحابہ کرام پر تختہ صینی نمی کریم علیہ السلام
۱۱۶	مکتوب نمبر ۸۱ :	۱۱۱	پر تختہ صینی ہے۔ شرعی احکام پر قرآن و حدیث
۱۱۶	ترویج اسلام کی ترغیب اور اسلام اور اسلام	۱۱۱	کے راستے ہم تک پہنچے ہیں صحابہ کرام کے واسطے
۱۱۶	کے ضعف و بے کسی کے بیان میں	۱۱۱	سے پہنچے ہیں۔ اگر وہ مطعون ہیں تو ان کی تفصیل
۱۱۶	گماٹے کی قربانی ہندوستان میں اسلام کے	۱۱۲	کی ہوتی چیز بھی مطعون ہوگی۔
۱۱۶	اعظم شعا کریں سے ہے	۱۱۲	صحابہ کرام پر تختہ صینی کرنے والوں کی طرف
۱۱۶	مکتوب نمبر ۸۲ :	۱۱۲	سے سوال اور اس کا جواب
۱۱۶	اس بیان میں کہ ولی فی سلامتی خدا تعالیٰ کے پاس	۱۱۲	اسلام اللہ کی ذات میں یقینہ کا احتمال ماننا
۱۱۶	کے نسبان کے بغیر ممکن نہیں	۱۱۲	کم مغل ہے
۱۱۶	مکتوب نمبر ۸۳ :	۱۱۲	دوسرے ترقی پر جو بغیر علیہ السلام اصحاب
۱۱۶	شریعت و حقیقت کے ذریعہ بیعت کا پرو	۱۱۳	شکاہ کی کرتے تھے اس کا جواب یہ لوگ کیا دیں گے
۱۱۶	باطن کے جمع کرنے کی ترغیب کے بیان میں	۱۱۳	قرآن مجید حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۱۱۶	مکتوب نمبر ۸۴ :	۱۱۳	نے جمع فرمایا ہے۔
۱۱۶	اس بیان میں کہ شریعت و حقیقت ایک دوسرے	۱۱۳	ایک شخص کا شیعہ محمد سے سوال کرنا اور
۱۱۶	کا مبی ہیں الخ	۱۱۳	اس کا جواب
۱۱۶	مقتصر وہی بات یہ ہے کہ شریعت و حقیقت	۱۱۳	حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رعایت کے
۱۱۶	ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ فرق اجماع و تفصیل	۱۱۳	وفاق تین ہزار صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود
۱۱۶	کا ہے۔	۱۱۳	تھے اور ان کے بعد اور بہت حضرت صدیق

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۱۹	اس بیان میں کہ یہ کس قدر عظیم نعمت ہے کہ بندے کے الہ ایمان اور نیکی کی حالت میں بیفہد ہوں اور سوائے میں نعمت کے غالب پائے اور انھیں میں امید کر	۱۱۹	حق الیقین کی حقیقت ایک اصول کی علامت اور علم و عمل میں شریعت کے خلاف جبر سے بھی کوئی بات صادر ہو سکر کے باعث ہے۔
۱۲۰	حدیث میں شایبہ فی الاسلام	۱۱۹	بعض مشائخ کی عبارتوں میں واقع ہے کہ شریعت حقیقت کا پرست ہے اور
۱۲۱	غضالہ	۱۲۰	ایک سائل نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ سیر و سارک سے کیا مقصود ہے اس کا جواب
۱۲۲	مکتوب نمبر ۸۹:	۱۲۰	مکتوب نمبر ۸۵:
۱۲۳	ما تمیر ہی میں	۱۲۰	اعمال صالحہ کے بجالانے کی ترغیب کے
۱۲۴	انسان کے لیے مطابق حکم کلی نقصان	۱۲۰	بیان میں
۱۲۵	الموت موت سے چارہ نہیں	۱۲۰	آدمی کے لیے جس طرح درستی عقیدہ ضروری ہے اعمال صالحہ کی بجائے آدمی بھی ضروری ہے۔
۱۲۶	حدیث المہیت کا لغوی معنی	۱۲۰	جامع ترین عبادت نماز ہے
۱۲۷	دوسروں کی موت سے عبرت پکڑنی چاہیے	۱۲۱	حدیث عبادۃ فی انہود کہ ہجوۃ الی
۱۲۸	ویری سانہ و سامان کی اگر کچھ بھی قیمت ہوتی تو کفار بدکردار کو ایک بال برابر بھی نہ ملتا۔	۱۲۱	دولت و نعمت والوں کی صحبت نہر قافل
۱۲۹	مکتوب نمبر ۹۰:	۱۲۱	حدیث من قاضی لغنی لغنا کا نام
۱۳۰	اس امر کی ترغیب میں کہ کھیت مٹی بھانہ کی طرح متوجہ رہنا چاہیے۔ آج اس دولت کا حصول میں	۱۲۲	مکتوب نمبر ۸۶:
۱۳۱	بند مرتبہ طبقہ نقشبندیہ کی توجہ سے وابستہ ہے	۱۲۲	دل کو اسوائے حق تبارک و تعالیٰ سے سالم و معذور رکھنے کے بیان میں
۱۳۲	ان بزرگوں کے طریقہ تفسیر میں نہایت ہدایت میں دست	۱۲۳	مکتوب نمبر ۸۷:
۱۳۳	مکتوب نمبر ۹۱:	۱۲۳	اس بیان میں کہ یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ خدا انسانی کے دوست کسی کو قبول کر لیں۔
۱۳۴	اس بیان میں کہ تبصیر عقائد اور اعمال صالحہ کی بجائے آدمی عالم تقدس کی طرف پرواز کرنے کے	۱۲۴	صدقہ لا یشق جلیسہم
۱۳۵	دور پر ہیں	۱۲۴	مکتوب نمبر ۸۸:
۱۳۶	اعمال صالحہ سے مقصود تو یہ نہیں ہے۔		

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
۱۳۱	درست قلب کے بارے میں ارباب فکر کی غلطی کا منشا	۱۲۷	مکتوب نمبر ۹۲:
۱۳۱	یہ قول بھی غلط ہے کہ جمع جمع اللہ کی جمع سے زیادہ جامع ہے	۱۲۷	اس بیان میں کہ انسان قلب ذکر سے ہوتا ہے اسدلال سے نہیں ہوتا
۱۳۲	معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ سکر میں ہے وہ مقام نبوت میں ہے	۱۲۷	ذکر سے مذاقائی کے ساتھ مناسبت پیدا کی جاتی ہے۔ اگرچہ کچھ بھی مناسبت نہیں
۱۳۲	بائیں بطنی کے پیروکاروں کو صحیح تفہیم دیتے ہیں۔ پناہ پر شیخ بطام فرماتے ہیں لوائی ارض من لواہ محمد۔	۱۲۸	مکتوب نمبر ۹۳:
۱۳۲	اس فقیر کے نزدیک اس طرح کی باتیں گونا گویں۔	۱۲۸	اس بیان میں کہ ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہنا چاہیے
۱۳۳	نبوت برصورت ولایت سے افضل ہے	۱۲۸	مکتوب نمبر ۹۴:
۱۳۳	علوم شریعہ سراسر صحویں۔ اور جو کچھ بھی ان کے خلاف ہے سکر میں داخل ہے	۱۲۸	اس بیان میں کہ بندے پر تصبیح عقائد احمدی صالحہ کی بجا آمدنی لازم ہے
۱۳۳	معنی حدیث لا یسعنی ارضی بسمائی	۱۲۹	مکتوب نمبر ۹۵:
۱۳۳	نیک کام میں تاخیر و مثال سٹول سے منع اور زجر اور متابعت شریعت پر ابھارنے کے بیان میں۔	۱۲۹	اس بیان میں کہ انسان ایک جامع نسیج ہے اور اس کا قلب بھی اسی جامعیت پر پیدا ہوا ہے اور بعض مشائخ کے اقوال جو جو صفت قلب کے بارے میں واقع ہوئے ہیں حالت سکر میں واقع ہوئے ہیں اور ان کی مناسبت تو چہاں اور یہ کہ صحو سکر سے افضل ہے۔
۱۳۳	حرام اور مستحبہ امور سے اجتناب کرنا چاہئے	۱۳۰	حدیث ان الله خلق آدم علی صورۃ بعض مشائخ کا قول کہ اگر عرش کو عارف کے دل کے ایک کونے میں ڈال دیا جائے تو اس کا کچھ پتہ نہ چلے گا۔ کیونکہ الخ
۱۳۳	نصاب تکمل ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے	۱۳۰	لیکن مشائخ میں سے ارباب صحویات ہیں کہ یہ حکم سکر پرستی ہے۔
۱۳۳	جوانی میں قصے عمل کو زیادہ عمل کی طرح قبول فرماتے ہیں	۱۳۱	

نمبر	مضمون	نمبر	مضمون
۱۳۳	مبتدی اور منتہی مرجع برائے دلت	۱۳۳	آج شیطان خدا کے حضور کرم کے نزدیک
۱۳۴	میں فرق	۱۳۴	مبتلا کر کے دہشت اور عاصی میں ڈالتا ہے۔
۱۳۵	نظام دھرت کی تعین میں تشریح کے اقوال	۱۳۵	دنیا کا گھر آزمائش کا مقام ہے یہاں پر
۱۳۶	حدیث تنام عینا ہی ولا ینام علی الخ	۱۳۶	درست و دشمن غلط ملط ہیں۔ روز قیامت الخ
۱۳۷	حدیث لی مع اللہ وقت الخ	۱۳۷	مکتوب نمبر ۹۷ :
۱۳۸	مکتوب نمبر ۱۰۰ :	۱۳۸	اس بیان میں کہ عبادات شریعت مفصود
۱۳۹	شیخ عبدالبکیر یحییٰ کے قول کہ خدا تعالیٰ	۱۳۹	یقین کا حاصل کرنا ہے
۱۴۰	غیب کا عالم نہیں پر سوال اور اس کا جواب	۱۴۰	فتا اور بقا سے یقین ہی مقصود ہے معنی
۱۴۱	ہمیں کلام محمدی و کفار ہے الخ	۱۴۱	فتا اور بقا میں ابراہیم بن شیبان کا قول
۱۴۲	خدا تعالیٰ سے غیب کی نفی کرنا فی الحقیقت	۱۴۲	مکتوب نمبر ۹۸ :
۱۴۳	رب تعالیٰ کے حکم کی تکذیب ہے	۱۴۳	امادیث شریعتہ لاگزیری کی ترجیح اور
۱۴۴	منصور اگر انا النبی اور بسطامی سبحانی کا	۱۴۴	محقق سے رد کئے کے بیان میں
۱۴۵	غلبات احوال میں نعرہ لگائیں تو خدا درجوں	۱۴۵	دنیا کی بقا چند روز ہے۔ اور آخرت کا
۱۴۶	اور اس کلام کے قلم کے خلق کی ملامت اور	۱۴۶	عذاب شہید ہے
۱۴۷	ان سے نفرت مراد ملی ہے تو بھی صحیح ہے	۱۴۷	غیر صادق علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے
۱۴۸	شیخ عبدالبکیر یحییٰ کے قول کی توجیہ اولیٰ	۱۴۸	نفس الامر کے عین مطابق سے ملامت و گناہ
۱۴۹	دوسری توجیہ اور اس پر دو اشکال کا حارہ	۱۴۹	نہیں ہے
۱۵۰	کو نا۔	۱۵۰	نواب خردگوں میں گلب تک
۱۵۱	تیسری توجیہ اور اس پر اعتراض	۱۵۱	مکتوب نمبر ۹۹ :
۱۵۲	مکتوب نمبر ۱۰۱ :	۱۵۲	ایک استفسار کے جواب میں۔
۱۵۳	اس جماعت کے درمیں جو کاملین کو نقص	۱۵۳	جواب اشکال کے لیے تہیہ مقدمہ
۱۵۴	تصور کرتا ہے۔	۱۵۴	حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس جوہر نورانی کو
۱۵۵	بسا اوقات جاہل نقص عظمت کو نقص مارا	۱۵۵	اس تاریک پیکر کے ساتھ جمع کر دیا ہے
۱۵۶	خیال کر کے اس پر الخ	۱۵۶	جب تک نقص روح کا اجتماع موجود ہے

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر صفحہ	مضامین
۱۵۳	سر کے ہات کا مکلم روایت ہے	۱۴۹	کھانا انبیاء و کرام کو ورسہ انسانوں کی طرح
۱۵۳	بہر حال قیصر کی روایات مسودہ قرص کی	۱۵۰	جان کران کے کمالات کے منکر ہوئے ہیں
۱۵۳	حالت کو ظاہر کرتی ہیں	۱۵۰	مکتوب نمبر ۱۰۲:
۱۵۳	مکتوب نمبر ۱۰۳:	۱۵۰	اس بیان میں کہ مسودہ قرص میں اصل
۱۵۳	ماہیت کے معنی کے بیان میں	۱۵۰	اور مسودہ دونوں حرام ہو جاتے ہیں۔ صرف مؤ
۱۵۳	مکتوب نمبر ۱۰۴:	۱۵۰	حرام نہیں۔
۱۵۴	ماہم پرسی کے بیان میں	۱۵۰	کتب نقد کی طرف رجوع کرنے کے بعد
۱۵۴	یہاں رہنے کے لیے نہیں لایا گیا بلکہ کام	۱۵۰	ظاہر ہوا کہ ہر عقد جس میں زیادتی ہے اس میں یا
۱۵۴	کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ لہذا کام کرنا چاہیے	۱۵۰	بھی ہے۔
۱۵۴	الموت جس سے یہ وصل الجبیب الی	۱۵۰	سور کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے
۱۵۴	الجبیب	۱۵۰	فقہ کی بہت سی روایات اعتماد کے لائق
۱۵۴	مردوں کی دعاء استغفار اور صدقہ کے	۱۵۱	نہیں ہیں۔
۱۵۴	فرید مدد کریں	۱۵۱	اور اگر محتاج سے عام تر لیا جائے
۱۵۴	حدیث صا البیت فی القبول الخ	۱۵۱	عموم امتیاج کو تسلیم کرتے ہوئے میں کتا
۱۵۵	مکتوب نمبر ۱۰۵:	۱۵۱	ہوں الخ
۱۵۵	اس بیان میں کہ مرض جب تک مرض سے	۱۵۱	بیت کے ترکے میں میت کی محتاج کو کفنی
۱۵۵	نجات نہ پائے اسے کوئی غذا فائدہ نہیں دیتی	۱۵۱	میں منحصر کیا ہے۔
۱۵۵	آدمی جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے کوئی	۱۵۱	ایصال ثواب کے طور پر کھانا پکانے کو
۱۵۵	جہاد اسے نفع نہیں دیتی بلکہ مضر پڑتی ہے	۱۵۱	اعتیاجی میں داخل نہیں کیا۔
۱۵۵	حدیث رُبّ تال القس أن الخ	۱۵۲	حلال کو حلال جانتا اور حرام کو حرام جانتا
۱۵۶	حدیث رب صائم لیس لہ الخ	۱۵۲	حلال و حرام میں قطعی ہے۔
۱۵۶	مرض قلبی غیر متقی کے ساتھ گنہگار کا نام ہے	۱۵۲	اہل درناہ رخصت کی اجازت نہیں دیتے
۱۵۶	ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنے لیے جاتا	۱۵۲	بلکہ عزیمت کی تاکید کرتے ہیں
۱۵۶	ہے الخ۔	۱۵۲	اور ہر کے عقیدوں سے امتیاج کا دخل تسلیم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۸	مکتوب نمبر ۱۰۶:	۱۵۶	اس بیان میں کہ اس گروہ کی محبت خدا تعالیٰ کی اصل نعمتوں میں سے ہے۔
۱۵۸	خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں یوں فرمایا: لَقَدْ آتَيْنَا الْإِسْلَامَ	۱۵۶	شیخ الاسلام ہر دی فرماتے ہیں
۱۵۸	اور ایسا اللہ سے چاہے مقدم ہو یا متاخر	۱۵۶	اس گروہ سے بعض رکھنا نہ ہر تعلق ہے
۱۵۸	ہر وقت غور و خوارق ہوئے	۱۵۶	شیخ الاسلام ہر دی فرماتے ہیں: "الہی"
۱۵۸	۳۰ سوال: کشت میں اعدا و شیطانی	۱۵۶	ترجمہ برآورد کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے الجھا
۱۵۸	کا مثل ہو سکتا ہے یا نہیں	۱۵۶	دیتا ہے۔
۱۵۸	دوسرے سوال کا تفصیل جواب	۱۵۶	مکتوب نمبر ۱۰۷:
۱۵۸	کوئی بھی اعدا و شیطانی سے محذور نہیں لیکن	۱۵۶	سوالات و جوابات ہیں
۱۵۸	انبیاء کو اس اعدا پر متقدم کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسا	۱۵۶	پہلا سوال: اس کا کیا سبب ہے کہ اولیاء
۱۵۸	کے لیے یہ لازم نہیں۔ دلی تہی کے خلاف جو کچھ	۱۵۶	متقدمین سے کلمات کا صدور کثرت سے ہوا
۱۵۸	پائے گا اسے رد کر دیا جائے گا۔	۱۵۶	خلاف اس زمانہ کے ہرگز نہیں
۱۵۸	خلف کشت اعدا و شیطانی میں ہی مضمون ہیں	۱۵۶	جواب: اگر اس سوال سے مقصود الخ
۱۵۸	علماء کا اعتقاد مذہب یہ ہے کہ شیطان	۱۵۶	خوارق نہ قرار کان ولایت میں سے ہیں الخ
۱۵۸	خیر البشر علیہ السلام کی صورت نہیں بن سکتا۔	۱۵۸	خوارق کی کثرت فیصلت پر ولایت نہیں
۱۵۸	تیسرا سوال: جب کلمات کا قدرت	۱۵۸	گرتی۔
۱۵۸	اور تاثیرات کا استدراج دیکھنے میں برابر معلوم	۱۵۸	ہو سکتا ہے کہ ولی اقرب سے کلمات کا
۱۵۸	ہوتے ہیں تو مبتدعی الخ	۱۵۸	صدور کم ہو
۱۵۸	اس سوال کا جواب ہر دی تفصیل سے	۱۵۸	وہ خوارق جن کا صدور اولیاء امت سے ہوا الخ
۱۵۸	تعلق باخلاق اللہ کے معنی کا تفصیل بیان الخ	۱۵۸	ظہور و خوارق پر نظر کرنا نہ غریبی ہے
۱۵۸	خوارق و کلمات تریدہ کرنے اور مارنے میں	۱۵۸	نبوت و ولایت کے قریب کے لائق الخ
۱۵۸	مختلف نہیں ہیں،	۱۵۸	اکثر تقدیریں سے ساری عمر میں صرف باطن
۱۵۸	علوم الہامیہ کی صحت کی علامت	۱۵۸	چھ کلمات سے زیادہ کا صدور نہیں ہوا
۱۵۸	حضرت خواجہ باقی باشت کا قول حضرت امام		
۱۵۸	ربانی مجد و العتباتی کے علوم سب صحیح ہیں۔		

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۶۲	ہر بات کے ساتھ ایک خوبی ہو گئی ہوئی ہے	۱۶۲	ہر بات کے ساتھ ایک خوبی ہو گئی ہوئی ہے
۱۶۳	مکتوب نمبر ۱۰۸:	۱۶۳	مکتوب نمبر ۱۰۸:
۱۶۴	اس بیان میں کہ نبوت ولایت سے فہم ہے	۱۶۴	اس بیان میں کہ نبوت ولایت سے فہم ہے
۱۶۵	مکتوب نمبر ۱۰۹:	۱۶۵	مکتوب نمبر ۱۰۹:
۱۶۶	سلامتی قلب اور اس کے سامنے تو رکھنا	۱۶۶	سلامتی قلب اور اس کے سامنے تو رکھنا
۱۶۷	کو جلا دینے کے بیان میں	۱۶۷	کو جلا دینے کے بیان میں
۱۶۸	اہل اللہ امر میں قلب کے الیاء ہیں	۱۶۸	اہل اللہ امر میں قلب کے الیاء ہیں
۱۶۹	حدود قولا و یثقی جلیسہ	۱۶۹	حدود قولا و یثقی جلیسہ
۱۷۰	حدود جالساء اللہ	۱۷۰	حدود جالساء اللہ
۱۷۱	بھرم بھل دن و بھرم بھل دن	۱۷۱	بھرم بھل دن و بھرم بھل دن
۱۷۲	باطنی امر میں سے بڑا امر میں غیر حق تعالیٰ	۱۷۲	باطنی امر میں سے بڑا امر میں غیر حق تعالیٰ
۱۷۳	کے ساتھ دل کی گرفتاری ہے	۱۷۳	کے ساتھ دل کی گرفتاری ہے
۱۷۴	غیر حق کی محبت کا غالب ہونا انسانیت حیاتی	۱۷۴	غیر حق کی محبت کا غالب ہونا انسانیت حیاتی
۱۷۵	کی بات ہے۔	۱۷۵	کی بات ہے۔
۱۷۶	الہیاء شجیۃ تھن الایمان سے مراد	۱۷۶	الہیاء شجیۃ تھن الایمان سے مراد
۱۷۷	دل کے غیر حق سے گرفتاری سے آمادگی کی	۱۷۷	دل کے غیر حق سے گرفتاری سے آمادگی کی
۱۷۸	علامت الخ	۱۷۸	علامت الخ
۱۷۹	مکتوب نمبر ۱۱۰:	۱۷۹	مکتوب نمبر ۱۱۰:
۱۸۰	اس بیان میں کہ بیدار نش انسان سے مقصود	۱۸۰	اس بیان میں کہ بیدار نش انسان سے مقصود
۱۸۱	وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے الخ	۱۸۱	وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے الخ
۱۸۲	الدنیا ملعونۃ و ملعون مابینہا الا	۱۸۲	الدنیا ملعونۃ و ملعون مابینہا الا
۱۸۳	ذکر اللہ الخ	۱۸۳	ذکر اللہ الخ
۱۸۴	مکتوب نمبر ۱۱۱:	۱۸۴	مکتوب نمبر ۱۱۱:
۱۸۵	اس بیان میں کہ توحید دل کا غیر حق سے نکالتا	۱۸۵	اس بیان میں کہ توحید دل کا غیر حق سے نکالتا

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۵۳	مکتوب نمبر ۱۱۹:	۱۵۱	مکتوب نمبر ۱۱۵:
۱۵۴	شیخ مقداد کی صحبت کی ترغیب کے بیان میں ۶	۱۵۱	اس بیان میں کہ یہ دست صرف سات قدم ہے
۱۵۴	حدیث ابن یزید من احد کما حتی یقال انه	۱۵۱	دو عالم خلق میں اور پانچ عالم اس میں
۱۵۴	بھینٹ	۱۵۱	مکتوب نمبر ۱۱۶:
۱۵۴	اس گروہ کی جمعیت عام لوگوں کی جمعیت کے	۱۵۱	اس بیان میں کہ دل کی سلامتی یا سوائے حق
۱۵۴	الگ ہے۔	۱۵۱	کہ جھلنے پر موقوف ہے
۱۵۴	مشائخ طریقت نے طریقت قدم ہونے سے	۱۵۱	دولت مندوں کی صدوریشی سے درویشوں
۱۵۴	پیدا ہی بعض سریدوں کو تعلیم طریقت کی اعانت	۱۵۲	کی جاوہر کئی کئی مرتبہ بہتر ہے
۱۵۵	دی ہے	۱۵۲	سادہ ہمت اس پر سرگزشتی چاہیے کہ
۱۵۵	مکتوب نمبر ۱۲۰:	۱۵۲	یہ چند روزہ زندگی فخر و نامرادی میں گزرے
۱۵۵	ایکایک جمعیت کی صحبت کی ترغیب کے	۱۵۳	مکتوب نمبر ۱۱۷:
۱۵۵	بیان میں الخ	۱۵۳	اس بیان میں کہ ابتدا میں قلب میں کے
۱۵۵	بیان فضیلت صحبت -	۱۵۳	کامیاب ہوتا ہے
۱۵۸	مکتوب نمبر ۱۲۱:	۱۵۳	من لم یصلک عینہ فلیس القلب حیدر
۱۵۸	اس بیان میں کہ یہ راستہ سات قدم ہے	۱۵۳	استاد پر پیش کر قلب میں کے تابع نہیں رہتا
۱۵۸	مکتوب نمبر ۱۲۲:	۱۵۳	مشائخ طریقت نے ہمدردی اور مہربانی کے
۱۵۸	بند حقیقی کی ترغیب اور جو کچھ ہاتھ میں آجائے	۱۵۳	یہ شیخ کمال کی صحبت سے جدا ہونے کو جائز
۱۵۸	اس کی طرف توجہ نہ کرنے کے بیان میں	۱۵۳	نہیں رکھا۔
۱۵۸	واقعات پر چند اہل اختیار نہ کریں تاویل کا	۱۵۳	ناجنس کی صحبت سے اجتناب سمجھتے
۱۵۹	میدان بڑا وسیع ہے	۱۵۳	ضروری ہے۔
۱۵۹	توبہ و نیال سے ہرگز معذور نہ ہوں۔	۱۵۳	مکتوب نمبر ۱۱۸:
۱۵۹	وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ	۱۵۳	اس جماعت کے خواہ کے بیان میں جوابی
۱۵۹	عَلٰی اٰلِہٖم وَاٰحِبِّہٖم اَجْمَعِیْنِ۔	۱۵۳	اللہ پر اعتراض کرتے ہیں۔
۱۵۹		۱۵۳	خواجہ عبداللہ اندامی فرماتے ہیں الخ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اُردو ترجمہ

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد اول — حصہ دوم

مکتوب نمبر (۴۱)

شیخ درویش کے نام مبارک فرمایا:

بلند مرتبت مسطور علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام والقیۃ کی متابعت کی ترغیب کے بیان میں اور اس امر کے بیان میں کہ طریقت و تحقیقت شریعت کو مکمل کرنے والی ہیں۔ نیز اس امر کے بیان میں کہ علوم شرعیہ اور صوفیہ کے اُن علوم کے درمیان جو مقام صدیقیت میں ہر دو ایک کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے انافس اور وار و ہوتے ہیں آپس میں بالکل مخالفت نہیں ہیں۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ ظاہر و باطن کو بلند مرتبہ سنت مسطور علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام و التمجید بظہیل حضور نبی کریم اور آپ کی بزرگ اولاد علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے آراستہ اور مزین فرمائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رب العالمین کے محبوب ہیں۔ جو چیز پسندیدہ اور مرغوب ہے وہ مطلوب اور محبوب کے لیے ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے:

مِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنَ الْإِيمَانِ لَکُمْ أَجْرٌ وَأَکْثَرُ

إِنَّکُمْ لَعَلَّیْ خَلِیْقٌ عَظِیْمٌ

نیز اللہ تعالیٰ اور تقدس فرماتا ہے:

لَیْسَ بِیْکُمْ رُسُلٌ مِّنْ دُونِیْ سِوَا

إِنَّکُمْ لَعَلَّیْ خَلِیْقٌ عَظِیْمٌ

راستے پر قائم ہیں۔

مُتَّقِیْمٌ

نیز اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے:

إِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ
کَا تَبْعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
بیشک ہی میرا میدان راستہ ہے تو اسی کی
پیروی کرو اس کے علاوہ دوسرے مختلف
راستے اختیار نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو صراط مستقیم فرمایا۔ آپ کی امت کے
سوا دوسرے تمام راستوں کو سبیل (مختلف راستے) قرار دیا۔ اور ان کی اتباع اور پیروی سے منع فرمایا۔
اور خود حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار و مشرک اور مخلوق کو بتائے اور ان کی ہدایت
کے لیے فرمایا:

خَيْرُ الْأَهْدَى هَدَى مُحَمَّدٍ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:
بِشْرَبِ سَبِيلِ مُحَمَّدٍ سَبِيلٌ
آدِ بَنِي سَدَنٍ فَأَحْسَنُ تَأْدِيْبِيْ
بہترین سبیل محمد کی سبیل ہے اہل اللہ علیہ وسلم
مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہت ہی اچھا
سکھایا۔

اور یاد رکھو کہ باطن ظاہر کو تمام و کمال تک پہنچانے والا ہے۔ ظاہر و باطن آپس میں بال برابر ہی ایک
دوسرے کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے۔ اور دل سے
جھوٹ کا خیال دو در کھنا طریقت اور حقیقت ہے۔ اگر دل سے یہ نفی تکلف اور مشقت سے ہے
تو طریقت ہے۔ اور اگر بے تکلف میسر ہے تو حقیقت ہے۔ تو فی الحقیقت باطن جسے طریقت اور
حقیقت سے تعبیر کرتے ہیں ظاہر کو ہی جو شریعت ہے تمام و کمال تک پہنچانے والا ہے۔ تو طریقت
و حقیقت کے راستوں پر چلتے والوں کو اگر دورانِ راہ ایسے امور پیش آئیں اور سامنے لائے جائیں
جو باطن شریعت کے مخالفت میں ہوں تو وہ امور سکر وقت اور قلبیہ حال پر مبنی ہیں۔ اگر اس مقام سے
گزر کر آگے لے جائیں اور محو ہوش میں لے آئیں تو مخالفت بالکلیہ نائل ہو جاتی ہے اور وہ مخالفت
شریعت علوم و ہنر کی طرح اڑ جاتے ہیں۔

مثلاً ایک جماعت سکر کے باعث احاطہ ذاتی کی قائل ہوئی ہے اور ذات حق تعالیٰ و تقدس
کو عالم کا عیض باتی ہے۔ یہ حکم علماء اہل حق کی آراء کے خلاف ہے۔ علماء حق احاطہ علمی کے قائل ہیں
فی الحقیقت علماء کی آراء و اصواب کے زیادہ قریب ہیں جبکہ یہی صوفیہ اس امر کے قائل ہیں کہ ذات
حق تعالیٰ و تقدس پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اور کسی بھی علم کے ذریعہ وہ ذات معلوم نہیں ہو سکتی تو
پھر اس کی ذات کے بارے میں یہ حکم لگانا کہ وہ ذات سے کائنات کا احاطہ اور اشیاء میں سرایت

کیے ہوئے ہے خود ان کے اپنے قول کے خلاف ہے۔ جی جی ہے کہ اس کی ذات بے چون و چگون ہے۔ اس ذات تک کسی بھی حکم کو راستہ نہیں مل سکتا۔ وہاں تو صرف حیرت و ذکاوتی ہے۔ اور اس مقام میں صرف جہل ہی جہل اور سرگردانی کی حالت ہے۔ احاطہ ذاتی اور سرایت و طولی کا اس بلند و پاکیزہ ذات سے کیا تعلق۔

ہاں ان صوفیہ کی طرف سے جو احاطہ ذاتی و غیرہ کے قائل ہیں یہ عذر پیش کیا جا سکتا ہے کہ ذات سے ان کی مراد تعین اول ہے۔ اور جب وہ اسے تعین کرنے والی ذات (واجب تعالیٰ) سے زائد نہیں مانتے بلکہ تعین اول کو همین ذات کہتے ہیں۔ اور وہ تعین اول جسے "وحدت" سے تعبیر کی جاتا ہے تمام ممکنات میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ تو اس لحاظ سے احاطہ ذاتی کا حکم درست ہو جاتا ہے۔

یساں ایک باریک بات ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ و تقدس کی ذات علماء اہل حق کے نزدیک بے چون و چگون ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے اس سے زائد ہے۔ وہ تعین اول بھی اگر ان کے ہاں ثابت تسلیم کیا جائے تو وہ بھی ناکند ہی ہوگا۔ اور ذات کے دائرہ بے چون سے بھی اس کو باہر ہی مانیں گے۔ لہذا اس احاطہ کو ذات کا احاطہ نہیں کہہ سکتے۔

پس علماء حق کی نظر ان صوفیہ کی نظر سے بلند ہے۔ اور جو چیز صوفیہ کے نزدیک ذات حق ہے وہ ان علماء کے نزدیک ماسوی القدس میں داخل ہے۔ قرب و معیت ذاتی بھی اسی قیاس پر ہے۔ اور عبارت باطن کی شرع کے ظاہر علوم کے ساتھ اس حد تک کامل و مکمل موافقت کہ حقیر و معمولی درجہ کی مخالفت بھی باقی نہ رہے، مقام صدیقیت میں جا کر ہوتی ہے جو مقامات ولایت کا بلند ترین مقام ہے۔ اور مقام صدیقیت سے اوپر مقام نبوت ہے۔ وہ علوم جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی کے ذریعہ حاصل ہوئے صدیقی پر بطریقہ الہام منکشف ہوئے ہیں۔ ان دونوں علوم کے درمیان وحی اور الہام کے سوا کچھ فرق نہیں۔ تو پھر دونوں علوم میں مخالفت کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے۔ اور مقام صدیقیت سے نیچے جو مقام بھی ہے اس میں قدرے سکرموجود ہوتا ہے۔ ہوش اور صحت و تمام مقام صدیقیت میں ہے اور اس۔

ان دونوں علوم کے درمیان دوسرا فرق یہ ہے کہ وحی قطعی اور یقینی چیز ہے اور الہام غلطی۔ کیونکہ وحی فرشتہ کے واسطے سے ہوتی ہے۔ اور بلا کلمہ معصوم ہیں۔ ان میں احتمال خطا نہیں ہو سکتا۔ اور الہام کا محل و مقام اگرچہ بلند ہے، اور وہ دل ہے۔ اور دل عالم امر سے ہے لیکن اس کا تعلق عقل و نفس سے بھی کچھ قدر سے ہے۔ اور نفس اگرچہ مطمئن ہو چکا ہوتا ہے لیکن

ہر چہند کہ مطمئن نہ کرو۔ ہرگز صفات خود بخود

یعنی نفس اگر مطمئن ہو جاتا ہے لیکن اپنی صفات سے ہرگز باز نہیں آتا۔

لہذا غلط اور غلطی کی اس مقام میں گنجائش اور مجال ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مطمئن ہو جانے کے باوجود نفس کو اس کی صفات پر باقی رکھنے میں بہت

قوائد و ضوابط ہیں۔ نفس اگر بالکل اپنی صفات کے ظہور سے روک دیا جائے تو اس کی ترقی کا راستہ بند

ہو جاتا ہے۔ اس طرح روح فرشتے کے مانند ہو جاتی ہے اور اپنے مقام میں بند ہو کر رہ جاتی ہے۔

روح کی ترقی نفس کی مخالفت کے باعث ہے۔ اگر نفس میں مخالفت نہ رہے تو ترقی کیسے ہو۔

حضور صمد کائنات علیہ من النعمات انما ومن التقلبات اکملہ ایک وفد جہاد کفار سے

واپس تشریف لائے تو فرمایا:

رجعنا من الجہاد الا مضی الی الجہاد ہم لوگ بھڑے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف

الاکبر لوٹ کر آئے ہیں۔

اس ارشاد مبارک میں آپ نے جہاد بالذات کو جہاد اکبر فرمایا۔

مطمئن کی صفت اختیار کر لینے کے بعد اس کی مخالفت یہ ہوتی ہے کہ وہ ترک عہدیت اور ترک

اولیٰ کا مرتکب ہو نہ پاتا ہے۔ بلکہ اس مقام پر ترک اولیٰ کا ارادہ بھی مخالفت میں شمار ہوتا ہے۔

لیکن حتی الامکان ترک اولیٰ کا وجود اس سے مستور نہیں ہوتا۔ اور صرف ترک اولیٰ کے ارادے پاس قدر

ندامت و پشیمانی اور بارگاہ قدس خداوندی میں التجا و زاری ظہور میں آتی ہے کہ ایک سال کا کام

ایک ساعت میں میسر آ جاتا ہے۔

ہم پھر اصل بات کی طرف آتے ہیں۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر وہ چیز جس میں محبوب

کے افلاق و عادات پائے جاتے ہوں، محبوب کے ساتھ وابستگی اور اس کے تابع ہونے کی وجہ سے

محبوب اور پیاری ہو جاتی ہے۔ اس بیان کی طرف اشارہ اس آیت کریمہ میں ہے:

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔ تم لوگ میری پیروی اختیار کرو اللہ تمہیں اپنا

محبوب بنائے گا۔

لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور پیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقام محبوبیت تک

لے جاتا ہے، تو ہر عقائد اور دانش مند پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

اتباع میں غلابا اور باطن پوری سعی اور کوشش کرے۔

خبر مرین ہذا والدہ القضاوی

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ جناب انہی احقری میاں مظفر ولد شیخ محمود مرحوم اشرف اور بزرگ زادہ لوگوں میں سے ہے جماعت اعیال اکثیر اس سے وابستہ ہے۔ رحم و شفقت کا مستحق ہے۔ آپ کی زیادہ دوسری کیا کرے۔ والسلام علیکم وعلیٰ من اتبع الہدای۔

مکتوب نمبر (۴۳)

میرا دست پرناؤ، خدیوہیں کے مالک شیخ فرید بخاری کی طرف صاف فرمایا۔

اس بیان میں کہ توحید دو قسم ہے۔ شہودی اور جہودی۔ اور جو مذہبی ہے وہ توحید شہودی ہے۔ کیونکہ اس سے تعلقی ہے۔ نیز توحید شہودی عقل و شرع کے خلاف نہیں بخلاف توحید جہودی کے۔ اور شائع کے وہ اقوال جو توحید کے بارے میں ہیں انہیں توحید شہودی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ مخالفت کی گنجائش نہ رہے۔ اور توحید شہودی مرتبہ یقین تک ہے جو مقام ہجرت ہے۔ اور جب اس مقام سے گزاردیتے ہیں اور حق یقین تک پہنچاتے ہیں تو ان اس طرح کے حالات سے ایک طرف جرحا ہے۔ اور اس کے مناسب سوالات و جوابات اور واضح کرنے والی مثالوں کے بیان میں

سَلَّمَكَ اللَّهُ تَعَالَى وَبَسَّحَكَهُ وَعَصَمَكَ عَنْمَا يَعْصِمُكَ وَصَانَكَ عَنْمَا تُصَانُكَ رَاثِدُ
بِسْمِ اللَّهِ وَتَعَالَى تَقْتَبِلُ سَلَامَتِ وَأَوْفَادُكَ كَرْنِ وَالِي حِزْبِ رُؤَسَا سَعْدِ مَقْظُورِ رُكْعِ وَأَوْفَاتِ عَيْبِ كِي بَاتِلِ سَعْدِ
وَهُ تَوْجِيدِ جَوَاسِ لَنْدِ كَرْدِ لِسُونِ كَرِ رَاهِ سَلُوكِ وَفَقَرِ مَيْسَرِ آتِي سَعْدِ قِسْمِ سَعْدِ
تَوْحِيدِ شَمُودِیْ وَأَوْفَادِ جَوَاسِ

توحید شمودی ایک ذات کو دیکھنا ہے یعنی ساکب کا مشمود صرف ایک ہی ذات ہو۔ اور توحید
وجودی ایک ذات کو موجود جاننا ہے اور اس کے غیر کو معدوم خیال کرنا۔ اور معدوم خیال کرنے کے
بوجود کائنات کے آئینوں اور مظاہر کو ایک جاننا۔ پس توحید وجودی علم الیقین کے قبیلہ سے ہے اور
توحید شمودی عین الیقین کی قسم سے۔ توحید شمودی اس راہ کے ضروری امور میں سے ہے کیونکہ بغیر
اس کے فنا متحقق نہیں ہوتی۔ اور عین الیقین کی (عدولت) ابھی اس کے بغیر مدتر نہیں آتی کیونکہ ایک
ذات کے غلبے کے باعث صرف اسے ہی دیکھنا اس کے ماسوا کو نہ دیکھنے کو مستلزم ہے۔ بہند ذات
توحید وجودی کے کہ وہ اس طرح نہیں یعنی ضروری نہیں ہے کیونکہ علم الیقین توحید وجودی کی معرفت

کے بغیر بھی حاصل ہے کیونکہ علم الیقین اس وقت کے ماسوا کی نفی کو مستلزم نہیں نہایت درجہ یہ ہے کہ اس نے ماسوا کے علم کی نفی کو مستلزم ہے۔ جبکہ اس ایک کے علم کا غلبہ اور زور ہو۔

مثلاً ایک شخص کو وجود آفتاب کا یقین ہو اس یقین کا غلبہ اس امر کو مستلزم نہیں کہ ستاروں کو اس وقت متفق اور معدوم جانے لیکن جب آفتاب کو دیکھا تو ستاروں کو نہیں دیکھے گا۔ اور اس کے مشاہدہ میں صرف ایک آفتاب ہی ہوگا لیکن اس وقت کہ ستاروں کو نہیں دیکھ رہا یہ ضرور جانتا ہے کہ ستارے معدوم نہیں ہیں۔ بلکہ یہ جانتا ہے کہ موجود تو ہیں مگر پوشیدہ ہیں اور فوراً آفتاب کے پر تو کے آگے مغلوب ہیں۔ یہ شخص اس جماعت کے ساتھ جو اس وقت ستاروں کے وجود کی نفی کر رہی ہے، مقام انکار میں ہے اور جانتا ہے کہ ستاروں کے وجود کی نفی کرنا غیر واقعی بات ہے۔ تو توحید وجود ہو ایک ذات تعالیٰ و تقدس کے ماسوا کی نفی پر معنی ہے عقل و شرع کے خلاف ہے۔ بخلاف توحید شہودی کے کہ ایک ذات دیکھے میں کچھ مخالفت نہیں۔ مثال کے طور پر طلوع آفتاب کے وقت ستاروں کے وجود کی نفی کرنا اور معدوم جاننا خلاف واقع ہے لیکن ستاروں کو اس وقت نہ دیکھنے میں کچھ مخالفت نہیں۔ بلکہ ستاروں کو نہ دیکھنا فوراً آفتاب کے ظہور کے غلبہ کے واسطے سے دیکھنے والے کے ضعف بصارت کی بنا پر ہے۔ اگر دیکھنے والے کی آنکھ اس آفتاب کے نور سے سرخیں ہو جائے، اور اپنے اندر قوت و استعداد پیدا کر لے تو یقین اسی وقت ستاروں کو بھی آفتاب سے جدا دیکھے گی۔ اور یہ بیدار حق یقین کے مرتبہ پر ہے۔

پس بعض مشائخ کے اقوال جو بظاہر شریعت فقہ کے مخالف معلوم ہوتے ہیں اور بعض لوگ انہیں توحید وجودی پر محمول کرتے ہیں۔ جیسے ابن منصور الحلاج کا قول انا الحق اور ابو یزید الدیلمی کا سبحانی کہنا اور اس طرح کے اقوال۔ اونی اور انب۔ یہ سب گناہیں توحید شہودی پر محمول کیا جائے اور عقل و شرع کے ساتھ مخالفت کو دور کیا جائے۔ چونکہ غلبہ حال میں ماسوا کے حق سبحانی کے ہر شے ان کی نظر سے پوشیدہ تھی تو ایسے الفاظ ان سے صادر ہو گئے۔ اور اصل نے حق سبحانہ کے سرا اور کسی شے کو ثابت و موجود نہ مانا۔ انا الحق کا معنی ہے "حق ہے میں نہیں ہوں" جبکہ وہ اپنے آپ میں بھی نہیں دیکھتے تو اپنے آپ کو ثابت نہیں کرتے۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ بزرگ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور خود اپنے کو حق کہتا ہے۔ یہ مفہوم تو صریح کفر ہے۔

بہان کہ یہ سوال ذکر سے غیر حق کا اثبات نہ کرنا نفی کی طرف ہی سے جاتا ہے۔ اور وہ بعینہ توحید وجودی ہے۔ کیونکہ ہم کہیں گے کہ ثابت نہ کرنے سے نفی لازم نہیں آتی۔ بلکہ اس مقام میں حیرت

ہی حیرت ہے۔ تمام اقسام و اقسام ماقلاً ہو چکے ہیں۔ اور لفظ سبب کا کافی میں بھی حق تعالیٰ کی تشریح ہے نہ کہ اپنی تشریح۔ کیونکہ وہ تو مکمل طور پر اس کی نظر سے اکٹھے چکی ہے۔ کوئی حکم اس سے تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور اس قسم کی باتیں عین یقین کے مقام میں جو مقام حیرت ہے بعض گورہ بنا ہوتی ہیں۔ اور جب ان حضرات کو اس مقام سے آگے گزار دیتے ہیں اور حق یقین تک پہنچا دیتے ہیں تو پھر ایسے کلمات سے اجتناب کرتے ہیں اور مدعا ابدال سے تجاوز نہیں کرتے۔

ہمارے زمانہ میں اس گروہ کے بہت سے لوگ جو صوفیاء کے لباس میں اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں توحید و جود کی کو عام کرنے میں مصروف ہیں اور اس عام کرنے کو ہی کمال تصور کرتے ہیں۔ اور عین یقین کے بجائے علم میں ہی ٹرکے ہوئے ہیں۔ اور شائع کسان افعال مذکورہ کو اپنے خیالی معانی پر چسپاں کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو معتدلاً زمانہ بنا کر بیٹھے ہیں اور اپنے بے رونق بازار گران تجلیات کے ذریعہ سے پھلکار رہے ہیں۔

اور اگر بالفرض مذکورہ بعض شائع کی جہاتوں میں ایسے الفاظ بھی ہوں جو توحید و جود پر مباحثات و اختلافات کرتے ہوں تو ان الفاظ کو ابتدائی زمانہ اور علم یقین کے مقام پر محمول کرنا چاہیے۔ اور یہ تصور کرنا چاہیے کہ یہ کلمات ان سے اس وقت صادر ہوئے ہیں۔ آخر کار ان کو اس مقام سے آگے گزار لیا گیا اور علم عین تک پہنچا دیے گئے ہیں۔

یہاں کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ توحید و جود کی واسطے بھی جس طرح ایک جانتے ہیں ایک ہی دیکھتے ہیں۔ لہذا وہ بھی عین یقین سے کچھ حصر رکھتے ہیں کیونکہ ہم ہر باب میں کہیں گے کہ اس توحید والوں نے توحید شہودی کی مثالی صورت کو دیکھا۔ اس توحید شہودی سے متصف نہیں ہوئے۔ توحید شہودی کو اپنی اس صورت مثالی کے ساتھ فی الحقیقت کچھ تناسبت نہیں کیونکہ توحید شہودی کے حصول کے وقت صرف حیرت ہی موجود ہوتی ہے۔ اس مقام میں کسی قسم کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اور توحید و جود کی توحید شہودی کی صورت مثالی کے شاہد کے باوجود ہر باب علم میں سے ہے کیونکہ وہ ماسوا کے وجود کی نفی کر رہا ہے۔ اور نفی جنس احکام میں سے ایک حکم ہے۔ حیرت اور علم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ توحید و جود والے عین یقین کے مقام سے کچھ حصر نہیں رکھتا۔ ہاں توحید شہودی واسطے کو مقام حیرت کے بعد اگر ترقی واقع ہو تو مقام معرفت میں جو حق یقین کا مقام ہے پہنچا دیتے ہیں اور اس جگہ علم اور حیرت دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ علم جو حیرت کے بغیر ہے اور حیرت سے پہلے ہے علم یقین ہے۔

یہ جواب ایک مثال سے واضح ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص خواب میں اس مناسبت کے واسطے سے جو وہ بادشاہت سے رکھتا ہے۔ اپنے آپ کو بادشاہ دیکھا۔ اور بادشاہت کے لوازمات اپنے اندر دیکھے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ شخص بادشاہ نہیں بن گیا ہے۔ بلکہ بادشاہت کی مثال صورت کو اپنا اندر رکھا ہے۔ اور فی الحقیقت بادشاہت کو اس مثال صورت کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہاں یہ شہود اگرچہ مثال صورت میں ہے لیکن اس شخص کے اس صورت کی حقیقت کے ساتھ مقصود ہونے کی استعداد کی غیر ضرورت دیتا ہے۔ اگر مشقت کرے اور عنایت خداوندی حل ملے اس کے مثال ہو جائے تو وہ بادشاہت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ قوت سے فعل تک بڑا فرق ہے۔ بت سے لوہے شیشہ قبضے کی قابلیت رکھتے ہیں لیکن جب تک آئینہ بن نہیں جاتے بادشاہوں کے ہاتھ میں نہیں پہنچ سکتے اور ان کے جمال سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔

ہاں کس طرف چلا گیا۔ جو ان یقین علوم کی تحریر کا باعث اور سبب یہ ہے کہ اس وقت کے بت سے لوگ بعض تقلیداً، بعض علم کے باعث اور بعض علم اور کچھ قدر سے فہم کی بنا پر اور بعض انکار اور زندقہ کے باعث اس توحید وجودی کے دامن سے بچتے ہوئے ہیں اور سب کو حق کی طرف سے جانتے ہیں بلکہ حق جانتے ہیں۔ اولاً یہی گردن کو تکلیف شرعی کی رسی سے اس بہانے کے ساتھ باہر نکال رہے ہیں اور احکام شرعیہ میں مستیوں کے ترنگ ہو رہے ہیں۔ اور اس حالت پر خوش وقت اور سرور ہیں اور شرعی احکام کی بجائے آدمی کا اگر اعتراف بھی کرتے ہیں تو اسے طفیل جانتے ہیں بقصد واصلی شریعت کے علاوہ کسی اور شے کو خیال کرتے ہیں۔

حَاشَاكَ كَلَّا ثُمَّ حَاشَا وَكَأَلَا
تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا
اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ
پس پناہ لیتے ہیں اس سے اعتقاد ہے۔

طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں، ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں فرق صرف اجمال و تفصیل اور اسد لال اور کشت کا ہے جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے مردہ ہے۔
کل حقیقۃً من ذلک الشریعة فهو
زندقہ اور باطل ہے۔

شریعت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کو طلب کرنا مردوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ ہمیں اور تمہیں سید البشر علیہ علیہ الصلوٰت والتسلیمات والتیمات کی نظر و باطن میں مناسبت

پر استقامت نصیب فرمائے۔

معرفت پناہ قبلہ گاہ ہمارے خوابہ (حضرت باقی باللہ صاحب) قدس اللہ تعالیٰ سرہ کچھ عرصہ تک توجید و جود ہی کا شرب ہی رکھتے تھے۔ اور اپنے رسائل و مکتوبات میں خود اس کا اظہار فرماتے تھے۔ لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے انہیں اس مقام سے ترقی عطا فرمائی۔ اور اس توجید و جود ہی کی معرفت کی تسکلی سے کھل شاہراہ پر ڈال دیا۔

میاں عبدالحق نے جو حضرت خواجہ کے مخلصین ہیں سے یہی نقل کیا ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے اپنی مرض موت سے ایک ہفتہ پہلے فرمایا کہ مجھے عین یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا ہے کہ توجید و جود ہی تنگ کو پہ ہے۔ شاہراہ دوسری ہے۔ اس سے پہلے میں بھی جانتا تھا لیکن اب ایک اور یقین حاصل ہو گیا ہے۔ اور یہ تغیر بھی کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں یہی توجید و جود ہی کا شرب رکھنا تھا۔ اور اس توجید کی تائید میں بہت سے کشتی مقدمات ظاہر ہوتے تھے۔ لیکن خداوند تعالیٰ اہل سلاطین کی عنایت و مہربانی نے اس مقام سے گناہ کر جس مقام سے پہا یا شرب کر دیا۔ اس سے زیادہ نعمت و گزشتہ کا موجب ہے۔

میاں شیخ زکریا اپنے ضلع سے بار بار لکھتے ہیں اور آپ کے بلند آستانہ سے نسبت نیاز مند کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تحصیلداروں کے حدود سے مخالفت اور ہراساں ہیں۔ عالم اسباب میں آپ کے ہی التجا اور وابستگی رکھتے ہیں۔ آپ کی توبہ عالی کے سوا بظاہر کوئی جانے پناہ نہیں رکھتے۔ وہ امیدوار ہیں کہ جس طرح آپ نے ان کو نوازا، آخر تک ان کی دستگیری فرماتے رہیں گے اور حوادث زمانہ کے گھیر پھیروں سے محفوظ رکھیں گے۔ کمال ادب کے باعث آپ کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اس لیے سفارش کے لیے فقیہ کی طرف رجوع کیا ہے اور اپنے حالات کا اظہار کرنا چاہا ہے۔ امید ہے کہ ان کی درخواست شرف قبولیت سے ہمکنار ہوگی۔

مکتوب نمبر ۴۴

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فریدی کی طرف صادر فرمایا۔

حضور نبی کریم خیر البشر علیہ علی اکرم الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا اور اس امر کے بیان میں کہ آپ کی شریعت کو انصاف و انصاف کی تصدیق کرنے والے سب امتوں سے بہتر است ہیں اور

آپ کی شریعت کی تعذیب کرنے والے بدترین بنی آدم ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روئے سنت کی پیروی کی ترغیب کے بیان میں۔

آپ کا عالی مرتبہ گائی نامہ عزیز ترین اوقات میں تشریف لایا۔ بندہ اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ اللہ سبحانہ کی حمد و ثنا اور اس کا احسان ہے کہ آپ کو فخر محمدی علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی میراث ملتا تھا۔ آپ کی ہے۔ فقراء سے محبت اور ان کے ساتھ تعلق اور ارتباط اس کا نتیجہ ہے۔ نہیں جانتا کہ یہ قصہ رواریے سرد سامان اس کے جواب میں کیا لکھے مگر یہ کہ احادیث و کتب میں چند نقل شدہ عربی فقرے جو آپ کے ہدایت گزار اور خیر العرب ہیں کے فضائل و مناقب میں لکھے۔ علیہ و علی آلہ من الصلوٰۃ اتقوا و من التجات اکملھا۔ اور اس سعادت نامے کو اپنی نجات اخروی کا وسیلہ بنائے۔ یہ مختصر نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتیمۃ کی مدح و ثنا کرے۔ بلکہ اپنے کلام کو آپ کے ذکر و تشریف سے مزین و آراستہ کرے۔

مَا اَنْ مَدَحْتَ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي

لَكِنْ مَدَحْتَ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

یہ اپنے کلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے کلام کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے آراستہ کرتا ہوں۔

قرمز لکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے حفاظت و توفیق کا طالب ہوں کہ بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں، تمام اولاد آدم کے سردار ہیں قیامت کے روز سبے نیا دعویٰ ہوگا۔ آپ ہی کے ہوں گے۔ آپ ہار گاہ ایزدی میں سب پیلوں اور گھیلوں سے اکرم و بزرگ ہیں۔ آپ ہی سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لائیں گے، آپ ہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور آپ ہی کی شفاعت سب سے پہلے مقبول ہوگی اور آپ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے دروازہ بہشت کھول دے گا۔ قیامت کے روز لواد حمد آپ ہی اٹھائے ہوں گے۔ حضرت آدم اور ان کے ماسوا سب سے پہلے جنت کے پہنچے ہوں گے۔ آپ ہی وہ ذات ہیں کہ خود آپ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آدم کے گناہ سے سب سے پیچھے ہیں مگر قیامت کے روز سب سے آگے اور پہلے ہوں گے۔ اور آپ نے فرمایا میں بغیر فخر کے لکھتا ہوں کہ میں ہی اللہ کا حبیب ہوں اور میں ہی تمام انبیاء کا پیشوا ہوں اور میں ہی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا ہوں اور محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان سے بہتر مخلوق میں رکھا۔ پھر ان کے انسانوں کے دو گروہ کیسے تو مجھے بہتر

گروہ میں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مختلف گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے بہتر گھر میں پیدا کیا۔ تو میں ذات میں سب سے بہتر ہوں اور گھر کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں۔ اور محشوس جب لوگ اُنھیں گئے تو میں سب سے پہلے اُٹھوں گا۔ اور جب لوگ بارگاہِ خداوندی کی طرف چلیں گئے تو میں ان کا قائد ہوں گا۔ اور جب لوگ خاموش ہوں گئے تو میں ان کو خطبہ دوں گا۔ اور جب وہ روک لیے جائیں گے تو میں ان کی شفاعت طلب کروں گا۔ اور جب وہ دیوس ہوں گے تو میں ان کو بشارت دوں گا۔ بزرگی اور ہر چیز کی چابیاں اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اولاد آدم سے اکرم و اشرف ہوں۔ میرے ارد گرد میری خدمت اور خاطر داری کے لیے ایک ہزار خادم گھومتا ہو گا جو حسن و جمال میں پوشیدہ رکھے ہوئے انہوں کی طرح ہو گا۔ اور جب قیامت کا دن ہو گا تو میں امام الانبیاء اور ان کا خلیفہ ہوں گا۔ اور میں ان کا صاحب شفاعت ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔

اگر حضور نے دنیا میں جلوہ فرما نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا۔ اور آپ اس وقت نبی تھے جب حضرت آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔

نمائندہ بعضیاں کہے دگر وہ کہ دار و جہیں مسید پشرو

کئی شخص بھی گناہوں کی وجہ سے گرو نہیں رہے گا جبکہ وہ آپ جیسا سردار پیشوا کرتا ہے۔

پس یہ بات ضروری ہے کہ ایسے پیغمبر سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والے غیر

الاعم ہوں۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ

تم بہترین امت ہو جو ظاہر کیے گئے ہو۔

ان کا قدر وقت ہے۔ اور آپ کے کذب بدترین بنی آدم ہوں۔

أَلَا عَرَأَبُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا۔

دوبارہ لوگ کفر و نفاق میں بدستِ صحت ہیں۔

ان کے حال کا نشان ہے۔ دیکھیے کس صاحبِ قسمت کو آپ کی روشن سنت کی پیروی سے نوازتے ہیں اور آپ کی پسندیدہ شریعت کی متابعت سے سرفراز کرتے ہیں۔ آج قوموں سے مل کر جو آپ کے دین کو حق جاننے کی تصدیق سے ظاہر ہے عملِ کثیر کے مقابلے میں قبول کرتے ہیں۔ اصحابِ کف نے جو اس قدر درجات پائے صرف ایک نیکی کے واسطے سے پایے۔ اور وہ ہجرت کی نیکی تھی جو انہوں نے نورِ انبیا کی سائنہِ طلبہ کفار کے وقت امتیاز کی۔ مثلاً سپاہی و دشمنوں اور مخالفوں کے غلبہ کے وقت اگر فخر و استقامت دہی کریں تو ان کا وہ قدر اور وہ لحاظ ہوتا ہے جو امن کی حالت میں اس سے کئی گنا

زیادہ پر بھی نہیں ہوتا۔

نیز جو کہ سرور دو عالم محبوب رب العالمین ہیں تو آپ کی متابعت کرنے والے بھی آپ کی متابعت کے واسطے سے مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محبت جس جس میں بھی اپنے محبوب کے شائبہ اور عادات و اخلاق پاتا ہے انہیں بھی اپنا محبوب بنا لینا ہے۔ اس سے مخالفین کی بڑائی کا قیاس بھی کر لینا چاہیے۔

محمد عربی کا بروئے ہر دو سراست کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سراو
محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو توں جہاں کی آبرو میں جو شخص آپ کے دروازے کی خاک نہیں بتا
اس کے سر پر خاک پڑے۔

اگر ظاہری ہجرت میسر نہ آئے تو ہجرت باطنی ہی کی کامل طور پر رعایت کرنی چاہیے۔ ظاہر لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے باطن ان سے الگ رہنا چاہیے۔ شاید اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی صورت نکال دے۔

قوروز کا موسم آچکا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ایام وہاں کے رہنے والوں کے معاملے کو پرانگی اور تفرقہ میں ڈال دیتے ہیں۔ ہنگامے کے ان ایام کے گزر جانے کے بعد اگر ارادہ خداوندی عمل سلطانہ نے مدد فرمائی تو اس امر کا امیدوار ہے کہ ملاقات گرامی کے شرف سے مشرف ہوگا۔
گفتگو کو زیادہ دیر گزنا موجب پریشانی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو آپ کے آباء کرام کے راستے پر ثابت رکھے۔ والسلام علیکم وعلیہم الیوم الیقوم۔

مکتوب نمبر (۴۵)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی والے شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

یہ مکتوب آپ نے اپنے پیروں و شاگردوں کے اس عالم فانی سے رحلت فرمانے کے بعد لکھا۔ چونکہ خاتما کے فقرہ کی ظاہری تعویذ جناب سیادت پناہ کی طرف منسوب تھی اس لیے اس مکتوب میں اظہار شکریہ کیا ہے۔ اور انسان کی جامعیت جس طرح اس کے کمال کا سبب ہے اسی طرح اس کے نقصان کا بھی سبب ہے۔ اس کا منکرہ بھی اس خط میں کیا ہے۔ امداد رمضان شریف کے تقاضی اور دیگر مناسبات امدادیان کیسے ہیں۔

اللہ سبحانہ آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کے طریقہ ثبات و قائم رکھے۔ اور زندگی کے مصلحتوں اور ایام میں آپ کو صدقات اور نعم کے اسباب سے سالم اور محفوظ رکھے۔

خدا کے عز و جل کے دوست مطابق حدیث المسدع من احب (مردان) کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو خدا نے تعالیٰ و تقدس کے ساتھ ہیں۔ بدن کا ساتھ ہونا اس معیت و اتصال میں قدر سے مانع ہے۔ اس مادی صورت اور تاریکی سے لبریز شکل سے مفارقت اور جدائی کے بعد سب قرب ہی قرب اور اتصال ہی اتصال ہے۔

الموت جیسے جو صلی الجہیدہ فی موت ایکس ہل ہے جو دوست کو دوست سے الگ دیتا ہے۔ الجہیدہ۔

اس عبارت میں اسی معنی کا بیان ہے۔ اور آیہ کریمہ:

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنْ أَجَلَ اللَّهُ لَكَ آيَةً

تو جان لے کہ اللہ کا وعدہ آئے والا ہے۔

میں مشتاق لوگوں کے لیے تسلی بھی ہے اور بیان سابق کی طرف اشارہ بھی فرماتی ہے لیکن ہم چھپے رہ جاتے والوں کا حال بزرگوں کی مانند ہی کی دولت کے بغیر خواب داغ ہے۔

اگر تقدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کی روحانیت سے فیض و برکت حاصل کرنا بہت سے شرائط کے ساتھ مشروط ہے جن کے پورا کرنے کی ہر کسی کو مجال اور محنت نہیں لیکن صاحب انعام رب تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ اس ہر ناک و حادثے (پیر و مرشد کی رحلت) اور دشمنانک واقع کے باوجود ان بے سرو پا فقر و کامرانی اور مد و نکار دین و دنیا کے سردار علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے اہل بیت میں سے ہی بن گیا ہے جو اس بند سلسلے کے استلام کا سبب اور نسبت نقشبندیہ کی جمعیت کا واسطہ اور ذریعہ ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ان بلاد میں یہ نسبت بہت ہی نادر و غریب ہے۔ اور اس نسبت والے ان ممالک میں بہت ہی کم ہیں کیونکہ یہ اہل بیت کی نسبت ہے تو اس کامرانی اور اس کو تقویت دینے والا بھی اہل بیت سے ہی ہونا چاہیے تاکہ اس دولت غنی کی تکمیل کسی اور کے ذمے نہ پڑے۔ تو جس طرح نسبت نقشبندیہ کی نعمت فکری کا شکر فقر و پر لازم ہے۔ اس دولت کا شکر بھی ان پر ضروری ہے۔ انسان جس طرح جمعیت باطن کا محتاج ہے اسی طرح ظاہر کی جمعیت کا بھی محتاج ہے۔ بلکہ یہ محتاجی مقدم ہے۔ بلکہ انسان تمام مخلوق سے زیادہ محتاج ہے۔ اور اس کی یہ شہادت محتاجی اس کی جامعیت کی بنا پر ہے جو ضروریات مادی مخلوقات کو ضرور فراہم کرائیں تبہا انسان کو

وہ کاریں۔ اور انسان جس جسے کا محتاج ہے اس کے ساتھ اس کا تعلق بھی ضروری ہے۔ اس لحاظ سے اس کے تعلقات سب سے زیادہ ہیں۔ اور یہ تعلق جناب قدس خداوندی جل سلطانہ سے دو گردانی کا سبب ہے۔ اس بنا پر تمام مخلوقات سے محروم ترین شے انسان ہی ہے۔
 پایہ آخر آدم است و آدمی! گشت محروم از مقام محسوس
 گرد و گرد و باز میکس زیری محسوس نیست ازوئے محسوس محروم تر
 آخری مرتبہ انسان ہی کا ہے۔ لیکن آدمی حق تعالیٰ کے محروم ناز ہونے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔
 یہ میکس اگر سفر سے واپس نہ لوٹا اور محروم ہونے کے مقام گرد نہ پایا تو پھر اس سے زیادہ کوئی محروم
 اور بد قسمت نہیں۔

حالانکہ تمام مخلوقات سے افضل ہونے کی علت بھی انسان کی یہی وصف جامعیت ہے اسی بنا پر اس کا آئینہ سب سے زیادہ مکمل ہے۔ اور جو کچھ کائنات کے شیشوں میں فرو فرما ظاہر ہے وہ سب کچھ صرف ایک انسان کے آئینہ میں ظاہر ہے۔ تو اس لحاظ سے بہترین خلقت بھی انسان ہی ہے اور گزشتہ اعتبار سے بدترین مخلوق بھی انسان ہی ہے۔ اس لیے کہ نوع انسان سے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بھی ہیں اور ابو جہل علیہ اللعنة بھی۔ اور اس بات میں کچھ شک نہیں کہ تو فیق خداوندی عز و جل سے ان فقرہ کی جمعیت ظاہری کے کفیل آپ ہی ہیں۔ اور الولد مست لا یتد (بیٹا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے) کے مطابق باطنی جمعیت کے کفیل ہونے کی مکمل ایوارڈ بھی آپ سے ہی ہے۔

اور چونکہ آپ کا صحیفہ گرامی اور بلند مرتبہ عنایت نامہ ماہ رمضان المبارک میں موصول ہوا، دل سست میں گزرا کہ اس عظیم القدر مہینے کے فضائل و مناقب احاطہ تحریر میں لائے۔
 جانتا چاہیے کہ ماہ رمضان شریف بہت فضیلت والا مہینہ ہے۔ نقلی حیوانات، نماز، ذکر، صدقہ وغیرہ جو اس ماہ میں ادا ہوں دوسرے ایام کے قرائن کے برابر ہیں۔ اور اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرنا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کے برابر ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی کا روزہ افطار کرائے اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی گردن کو آتش دوزخ سے آزادی مل جاتی ہے اور اسے اس روزہ دار کا اجر و ثواب عطا ہوتا ہے، بغیر اس کے کہ خود اس روزہ دار کا ثواب کم ہو۔

اسی طرح جو شخص اس ماہ میں اپنے غلاموں اور نوکروں سے کام لینے میں تخفیف کرے اللہ

سبحانہ و تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اسے آتش و دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور رمضان شریف کے مہینے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والتیمیدہ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے تھے اور جو چیز بھی کوئی آپ سے مانگا اور سوال کرنا آپ اسے دیتے تھے۔ اگر کسی کو اس ماہ میں خیرات اور اعمال صالحہ کی توفیق ملی گئی تو تمام سال اسے یہ توفیق ملی رہے گی۔ اور اگر یہ مہینہ فقر و غریب پر گزرتا تو سال وہ فقر کے کاہی شکار رہے گا۔ حتیٰ المقدور جس قدر مدبر آئے اس ماہ میں جمعیت کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے اور اس مہینہ کو غنیمت جانتا چاہیے۔

اس ماہ کی ہر رات میں ہزار شخص کو جو دوزخ کا مستحق ہوتا ہے آزاد دی جاتی ہے۔ اس مہینہ میں بہشت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

افطار میں جلدی اور سحری کھانے میں دیر کرنا سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں مبالغہ کرتے تھے اور اس پر زور دیتے تھے۔ شاید سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنے میں اپنے عجز و محتاجی کا اظہار ہے جو مقام بندگی کے مناسب ہے۔

روزہ کھجور سے افطار کرنا سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ
وَتَبَّتْ الرُّجُفُ وَأُشْرِقَتِ الشَّمْسُ
یہاں علی گئی، تمہیں تر ہو گئیں اور ابدوثواب
ان شاء اللہ تعالیٰ ثابت ہو گیا۔

اے تراویح اور ختم قرآن اس ماہ میں موکدہ سنتوں میں سے ہے اور بے شمار اچھے نتائج لاتا ہے۔ اللہ سبحانہ اپنے حبیب علیہ السلام علی الصلوٰۃ والتسلیمات والنعیمات کی حرمت کے صدقے توفیق بخشنے۔

آپ کی دوسری کے لیے دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا غایت نامہ عین رمضان شریف میں پہنچا۔ وہ حکم کی بجائے آپ کو معاف نہ کرتا۔ اس ماہ مذکور کے بعد بات کرنا عیب پر حکم الہی ہے اور ملازمی ابد سے خبر دیتا ہے۔ بالکل جو کچھ جناب کی مرضی ہو فقیر اس میں اپنے آپ کو معاف نہیں رکھے گا۔ کیونکہ آپ کے ظاہری اور باطنی حقوق ان فقرا پر ثابت ہیں حضرت بلکہ لاری (پیر و مرشد) قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ جو شیخ فرید کے حقوق تمام پر ثابت اور مقرر ہیں اس جمعیت کے ہاں وہی ہیں۔ یعنی سبحانہ و تعالیٰ عیشہ پسندیدہ اعمال کی توفیق سے سرفراز رکھے۔ نبی کریم اور آپ کی

آل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی حرمت کے صدقے۔
اس سے زیادہ سزا مرد و عورتی ہے۔

مکتوب نمبر (۴۶)

یہ مکتوب بھی سیادت و ہندوگی کے مالک شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ باری تعالیٰ و تقدس کا دوزخوی ہی اس کی وحدت، بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت، بلکہ وہ تمام چیزیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پاس سے لے کر آئے سب کی سب بدیہی ہیں، دلیل اور فکر کی محتاج نہیں۔ علما و کرام نے ان مذکورہ عقائد کے بدیہی ہونے پر بہت کچھ لکھا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو آپ کے آئے کلام کے طریقہ پر قائم رکھے۔ آپ کے سب سے پہلے اور افضل باپ جناب نبی کریم پر اقلاً اور باقی پر مائناً صلوٰۃ و سلام کا نزول ہو۔

باری تعالیٰ و تقدس کا وجود اسی طرح اس ذات سبحانہ کی وحدت، بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت، بلکہ وہ تمام چیزیں جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے سب بدیہی ہیں قوت و مدد کی آفات ردیدہ اور اراضی محض محفوظ ہونے کی ضرورت میں کسی فکر و دلیل کی طرف محتاج نہیں۔ ان میں نظر و فکر کی ضرورت و وجود مرض اور ثبوت آفت کے زمانہ تک ہے۔ مرض قلبی سے نجات اور پردہ بصری کے اٹھ جانے کے بعد یہ سب چیزیں بدیہی ہو جاتی ہیں جس طرح مسافر ای مرض والا شخص جب تک مرض مسافر میں گرفتار ہے، اگر اور مصری کا میٹھا ہونا اس کے نزدیک محتاج دلیل ہے۔ لیکن اس مرض سے خلاصی پانے کے بعد وہ دلیل کا کچھ محتاج نہیں رہتا۔ وہ استیلاج جس کا منشا وجود مرض ہے، اس کی بجاہت سے کوئی فکر نہیں۔ بعینہً گناہے چارہ جسے ایک شخص دو نظر آتے ہیں اور وہ ایک کو ایک نہیں جانتا، محد در ہے۔ بیچھٹے آدمی میں مرض کا پایا جانا و وحدت شخص کو بجاہت سے نہیں نکالتا۔ اور نظر و فکر کا محتاج نہیں بنا دیتا۔

اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اسند لال کی جولا شجاء بہت ہی تنگ ہے اور دلیل کے ذریعے چھین کا حاصل ہونا بہت دشوار ہے۔ لہذا ایمان سے تعلق رکھنے والے یقین کو حاصل کرنے کے لیے مرض قلبی کے اڑانے کی منکر کرنا ضروری ہے۔ مرض مسافر میں مبتلا آدمی کے لیے مصری کے

میٹھا ہونے پر دلیل قائم کرنے کی نسبت اس کے مٹھاس کا یقین حاصل کرنے کے لیے مرض صفراد کا ازالہ زیادہ ضروری ہے۔ پس سے کیا یقین حاصل ہوگا جبکہ اس کا وجدان اور فوقی مرض صفراد کے باعث مصری کے گروا ہونے کا فیصلہ کر رہا ہے۔

اسی طرح ہمارے اس مسئلہ میں نفس امارہ اپنی ذات کے لحاظ سے احکام شریعہ کا منکر ہے اور اپنی اقتدا و طبع کے باعث ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہے۔ لہذا دلیل پیش کرنے والے کے وجدان کے انکار کے برعکس اس کے احکام صاف شریعہ کے بارے میں یقین کا حاصل ہو جانا بہت مشکل ہے۔ اس لیے سب سے پہلے نفس کا تزکیہ کرنا ضروری ہے بغیر تزکیہ نفس دولت یقین کا میسر نہا دشوار ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ۖ وَكَذَّابٌ
مَن دَسَّاهَا ۚ
بیشک فلاح پا گیا وہ جس نے تزکیہ نفس کر لیا
اور ناسا دہ گیا وہ جس نے نفس کو برا بیٹھا
پھیلا دیا۔

اس بحث سے واضح ہو گیا کہ اس غالب شریعت اور اس ظاہر و ظاہر ملت کا منکر و مباحی ہے
میں مصری کے مٹھاس کا منکر۔ ج

خوشیہ نہ مجرم ار کے مینا نیست

سودج کا کیا جرم ہے اگر کرنی خود ہی نابینا ہو

توسیر و سلوک اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے مقصود آفات معنوی اور امراض قلبی کا ازالہ ہے۔ جس کی طرف آیت کریمہ فی قُلُوْہُمْ قُرْآنًا حَقًّا دان کے دلائل میں مرض ہے (اشارہ کر رہی ہے) اصل بات یہی ہے کہ ازالہ امراض کے بعد ہی انسان حقیقت ایمان سے مصروف ہوتا ہے۔ آفات امراض کی موجودگی میں جو ایمان ہے وہ صرف ظاہری ایمان ہے کیونکہ نفس امارہ کا وجدان و فوقی ایمان کے خلاف اور حقیقت کفر پر مبنی رہتا ہے۔ اس قسم کا ایمان اور اس قسم کی تصدیق محض ظاہری ہے اور مرض صفراد میں مبتلا شخص کی طرح ہے جو قند و نباتات کی حلاوت کا اقرار تو کرتا ہے، لیکن اس کا وجدان اس کے اقرار کے خلاف ہوتا ہے۔ شکر کی حلاوت کا حقیقی یقین مرض صفراد کے تامل ہونے کے بعد ہی میسر آسکتا ہے۔ اس لیے نفس کے مطمئن ہو جانے اور تزکیہ کے بعد ہی حقیقت ایمان اپنی صورت دکھلاتی ہے اور اس وقت ہی ایمان وجدانی کیفیت کے سانچے میں ڈھلتا ہے۔ اور اس قسم کا ایمان زوال کے خطرہ سے محفوظ ہوتا ہے۔ اور آیت:

اَلَا اِنَّ اَكْثَرِيَا سَاءَ الَّذِيْنَ لَا يَتَوَقَّوْنَ عَلٰی سَمْعِهِمْ
مَنْ لَوْ كَرِهَ اَللّٰهُ شَيْئًا لَّوَجَدَ لَهُ اَمْرًا يَنْصُرُهُ مِنْ غَيْرِ مَعْنٍ

اتین کی شان پر صادق آتی ہے۔

اللہ سبحانہ ہمیں اس کامل اور حقیقی ایمان سے بھرمت بھی اسی قریشی علیہ علی آئمہ من الصلوٰۃ افضلہا
ومن القیامات اکملہا مشرف ہوئے۔

مکتوب نمبر (۴۷)

یہ مکتوب بھی مبادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

پہلے زمانے کی شکایت کے سلسلے میں جب کہ کفار نے غلبہ حاصل کر لیا تھا اور اہل اسلام
خوار اور بے اختیار ہو چکے تھے۔ اور اس بات کی ترغیب دی کہ ابتداء سے حکومت میں ہی اگر دین کی
ترویج و اشاعت میسر آجائے تو بہتر ہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو جائے کہ کوئی مکرہ اور گمراہ کمندہ
و دریان میں آگورے اور کارخانہ اہل اسلام کو درہم برہم کر دے۔ جیسا کہ اس سے قبل ہو چکا ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آباء گرام کے طریقہ پر ثابت رکھے۔ ان آباء گرام میں سے
افضل سردار و جہان پر پہلے اور باقی پر بعد میں صلوة و سلام اور تحیہ کا نزول و درود ہوتا رہے۔
بادشاہ جہان کے جیسے اس طرح ہے جس طرح دل بدن کے بیسے۔ اگر دل ٹھیک ہے تو بدن
ٹھیک ہے۔ اور اگر دل خراب ہے تو سارا بدن خرابی کا شکار ہو گا۔ بادشاہ کی درستی جہان کی درستی
ہے اور بادشاہ کا خراب ہونا ملک کو خرابی میں ڈال دیتا ہے۔

آپ جانتے ہوں گے کہ گزشتہ زمانے میں اہل اسلام کے سروں پر کیا کچھ گز چکا ہے۔ ابتداء
اسلام کے وقت جبکہ مسلمان تعداد میں بہت تھوڑے تھے اس وقت بھی اہل اسلام کی کس پیروی
اس حد کو نہیں پہنچی تھی۔ کیونکہ مسلمان اپنے دین پر قائم تھے اور کفار اپنے طریقہ پر۔ آیت کریمہ:
لَنْ تَجِدَ دِينَكُمْ يَمْنًا يَدْرُسُ • تمہارے یہ تمہارا دین اور میرے میرے دین۔

اسی معنی کو بیان کرتی ہے۔

اس سے قبل کفار علانیہ غلبہ اور زور کے ساتھ دار اسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے رہے ہیں۔ اور
مسلمان اسلامی احکام کے انکار سے عاجز اور بے بس تھے۔ اگر مسلمان ایسا کرنے کی جرأت کرتے

تھے تو قتل کر دیے جاتے۔

ہائے ہلاکت! ہائے مصیبت! ہائے افسوس اور غم! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب ہیں ان کے ماننے والے تو ذلیل و خوار ہوں لیکن آپ کے منکر و نکر کی عزت امدان کا لحاظ ہو۔

مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کے ماتم میں تھے۔ اور معاند اور مخالفت لوگ تسخیر اور استعمار کے ذریعہ ان کے زخموں پر ننگ پاشی کرتے تھے۔ ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردوں میں دوپوش ہو چکا تھا۔ اور حق کا نور باطل کے حمایت میں ایک طرف الگ ہو کر رو گیا تھا۔

آج جبکہ دولت و نعمت اسلام کے آگے رکاوٹوں کے زوال کی خوشخبری اور اسلامی بادشاہ کے بیٹھنے کی بشارت خاص و عام کے کافوں تک پہنچ چکی ہے، اہل اسلام اپنے اوپر لازم کر لیں کہ بادشاہ کے مدد و معاون بنیں۔ اور ترویج شریعت اور تقویت دولت اسلام کی طرف رہنمائی کریں۔ یہ امداد تقویت خواہ زبان سے میسر آئے خواہ باق سے۔ نعمت اسلام کی سب سے اولین مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کی جائے۔ اور کتاب و سنت اور اجماع کے عقائد کلامی کا اظہار کیا جائے تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ دینیان میں پڑ کر راستہ نہ روک دے اور کام کو خرابی اور فساد میں نہ ڈال دے۔ اس قسم کی امداد علمائے حق کے ساتھ مخصوص ہے جن کا رحمان آخرت کی طرف ہے۔ دنیا پرست علماء جن کا مقصد دینی دنیا ہے ان کی صحبت نہ بر قائل ہے امدان کی بدی کا فساد و دوسروں کو بھی لپیٹ میں لے جاتے ہیں۔

عالم کا مرنی و تن پوری گمندی اور خود گم است کر رہی گمندی
جو عالم اپنے مقصود کی پوجا اور تن پوری میں مصروف ہو وہ خود گم کردہ راہ ہے۔
دوسرے کی کیا راہ مری کہے گا۔

زمانہ ماضی میں جو بلا و آفت بھی اسلام کے سر نہ پڑی وہ انہیں علماء و سادات کی شومی کی بدولت تھی۔ بادشاہوں کو یہی علماء و سادات راہ راست سے ہٹاتے ہیں۔ بہتر فرقتے جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے مقتدا یہی علماء و سادات ہیں۔ علماء کے اسوا گمراہوں کی گمراہی دوسروں تک کہ ہی تباہ و تارکاتی ہے۔ ظاہر و محاط سے ہر قسم کی مدد کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو شخص خدمت اسلام میں کوتاہی کرے اور اس کوتاہی کے سبب کارخانہ اسلام میں غم و راد و خلل واقع ہو تو ایسا شخص لائق عقاب ہے۔ اس بنا پر یہ حقیر کہ مایہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کی سعادت کرنے والی جماعت میں شامل دے

اور حسب استطاعت اپنے ہاتھ پائیوں کو حرکت دے۔ اور مطابق:

مَنْ كَثُرَ سَوَادُ قَوِّمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

جو شخص کسی جماعت کے زیادہ ہونے کا باعث

بننا ہے وہ ان میں شمار ہوتا ہے۔

احتمال ہے کہ اس بے استطاعت کو بھی اس عزت والی جماعت میں داخل کر لیں۔ اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح تصور کرتا ہے جو سوز کی چند تاریں تیار کر کے لائی اور اپنے آپ کو حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے خریداروں میں شامل کر لیا تھا۔

امید ہے کہ اس نزدیک میں ان شاء اللہ العزیز شرف حضور سے مشرف ہو گا۔ آپ کی بزرگ جناب سے توقع ہے کہ جب آپ کو مکمل طور پر بادشاہ کا قرب اور اس کی استطاعت میسر ہے تو خلوت و جلوت میں شریعت محمدی علیہ علی آکہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو دولت و غواہی سے باہر نکالیں گے۔

اس رقمہ نیاز کا حامل مولانا حامد کمر کا اقبال آثار سے وظیفہ مقرر ہے۔ گزشتہ سال اس نے حاضر ہو کر حاصل کر لیا تھا۔ اس سال بھی امید ہے کہ آیا ہے۔ حقیقی اور مجازی دولت میسر اور نصیب ہو۔

مکتوب نمبر (۲۸)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید بخاری کی طرف صادر فرمایا۔

معاذے کرام اور دینی طلبہ کی غفلت نگاہ رکھنے کی ترغیب کے بیان میں جو شریعت کے

حامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ سبحانہ آپ کو محرمیت سستی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و دشمنوں پر غلبہ و نصرت عطا فرمائے۔

محرمیت نامہ گرامی جس سے فقراء کو نوازا تھا فقیر اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ آپ نے مولانا محمد کلیج مرقی کے خط میں لکھا تھا کہ کچھ خیر طالب علموں اور صوفیوں کے لیے روانہ کر دیا گیا ہے۔ آپ نے جو دینی طلبہ کا ذکر خط میں صوفیوں سے پہلے کیا نظر محرمیت میں بہت ہی اچھا لگا۔ مطابق الخطا ہر عنوان الباطن (خفا ہر باطن کا عنوان ہے) امید ہے کہ آپ کے باطن شریعت میں بھی اس بزرگ جماعت کی تعظیم

پیدا ہو چکی ہوگی۔

کل انامہ یا تو مشح بہ عافیہ۔ ہر برتن سے وہی کچھ نمودار ہوتا ہے جو اس میں
موجود ہوتا ہے۔

ع از کز وہ ہماں ترا دو کہ دوست

کوڑے سے وہی چیز پکنتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔

غالب علموں کو مقدم کرنے میں شریعت کی ترویج ہے۔ یہی لوگ شریعت کے حامل ہیں۔ ملت
مصطفویہ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات ان ہی سے قائم ہے۔ کل قیامت کو شریعت کے
بارے میں سوال کریں گے، انصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچنا
شریعت پر عمل کرنے سے ہوگا۔ انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم جو افضل اور بہترین
کائنات ہیں انہوں نے شریعت کی ہی لوگوں کو دعوت دی ہے۔ اور نجات بھی اس شریعت پر
ہی موقوف ہے۔ اور ان اکابر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی بعثت اور تشریف آوری
سے مقصود بھی تبلیغ شرائع ہے۔ لہذا اعلیٰ ترین نیکی یہ ہے کہ شریعت کی ترویج میں سعی اور کوشش
کی جائے۔ اور احکام شرع میں ایک حکم کو جاری اور زندہ کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ اسلامی
شعائر قائم رہے ہوں، خدا کے تعالیٰ عزوجل کے راہ میں کروڑوں روپیہ خیرات کر دینا بھی اس کے برابر
تین جس طرح مسائل شرعیہ میں سے ایک مسئلے کو رواج دینا کیونکہ اس فعل میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والتسلیمات کی اقتداء ہے جو تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اعلیٰ درجہ
کی نیکیاں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوتی ہیں اور کروڑوں روپے خرچ کرنا تو غیر انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کو بھی میسر آ جاتا ہے۔ پھر شریعت مطہرہ کی پیروی میں نفس کی پوری مخالفت ہے۔ اور
نفس کی سرشت شرع شریعت کی مخالفت پر ہے۔ اور مال خرچ کرنے میں بعض اوقات نفس موافق بھی ہوتا
ہے۔ ہاں مال خرچ کرنا تاہم نیک و تقویٰ شرع اور ترویج ملت اسلام کی خاطر ہونا چاہیے۔ اور یہ بلند
ترین درجہ ہے۔ اور ایک کوڑی اس نیت سے خرچ کرنا اس کے ماسوا میں لاکھوں روپے خرچ کرنے
کے برابر ہے۔

یہاں کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ غیر حق تعالیٰ میں گرفتار طالب علم اس صورتی سے کیسے بہتر ہو سکتا
ہے جو غیر حق کی گرفتاری سے آزاد ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ سائل کی تہنک
نہیں پہنچا۔ طالب علم غیر حق میں گرفتاری کے باوجود مخلوقات کی نجات کا سبب اور ذریعہ ہے کیونکہ

احکام شرع کی تبلیغ اسے عیسوی ہے، اگرچہ خود اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہا۔ اور صوفی اپنے آپ کو غیر حق سے آزاد کر لینے کے باوجود مخلوق کی نجات سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ وہ شخص جو بہت سے لوگوں کی نجات اور خلاصی کا سبب ہوا اس کا اس شخص سے بہتر اور افضل ہونا بالکل واضح ہے۔ جو صرف اپنی نجات کے سامان میں ہی مصروف ہو۔

ہاں وہ صوفی جس کو فنا اور بقا اور سیر حق اللہ اور سیر باللہ کے بعد عالم کی طرف لایا گیا ہوا و مخلوق کو راہ راست کی طرف لانے کا فریضہ اسے تفویض کیا گیا ہو وہ مقام ثبوت سے حصہ پا چکا ہے۔ ایسا صوفی مبلغین شریعت میں داخل ہے اور علماء شریعت کا ہی حکم رکھتا ہے۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ
وَاللَّهُ خَدُّ الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے۔
عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مکتوب نمبر (۴۹)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔

ان دو مختصر کو جمع کرنے میں کہ ظاہر کو احکام شرع سے آراستہ کیا جائے۔ اور باطن کو حق سبحانہ کے اسما سے آراستہ کیا جائے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ دولت ظاہری اور سعادت معنوی سے سرفراز فرمائے۔

ظاہری دولت و تحقیقت یہ ہے کہ انسان کا ظاہر احکام شریعہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والقیس سے آراستہ ہو۔ اور معنوی سعادت یہ ہے کہ بندے کا باطن حق سبحانہ و تعالیٰ کے اسما کی گرفتاری سے نجات یافتہ ہو۔ دیکھیے کس صاحب نصیب کو ان دونوں نعمتوں سے سرفراز کرتے ہیں۔

کاربائن ست وغیرہ ہیں ہمہ پہنچ

اصل کام یہی ہے۔ اس کے سوا سب کچھ بچ ہے۔

زیادہ گفتگو در دوسری ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۵۰)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا۔
دنیا کینے کی مذمت کعبہ میان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے ماسوائے کی گرفتاری سے آزادی عطا کرے اور مکمل طور پر اپنی ذات کا گرفتار بنائے اس سید بشر بنی کی حرمت سے جو غیر حق کی طرف نظر اٹھانے کی کبھی سے آزاد تھے علیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔

دنیا بظاہر شیریں ہے اور صورت میں نر و نازہ دکھائی دیتی ہے لیکن حقیقت میں زہر قاتل اور بے کار سامان ہے اور اس میں گرفتاری بے فائدہ بات ہے۔ دنیا کی نظر میں مقبول و حقیقت خوار ہے اور اس پر فریفتہ ہونے والا دیوانہ ہے۔ یہ سونا پڑھائی ہوئی سجاست کی طرح اور شکر لے ہونے زہر کی مانند ہے۔ بظلمت وہ ہے جو اس بے روشی سامان پر فریفتہ نہ ہو اور اس غراب سامان میں گرفتار نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص وصیت کر گیا کہ میرا مال صاحب عقل کو دینا تو اس وقت کے زائد کو دینا چاہیے جو دنیا سے بے رغبت ہے۔ اس کی یہ بے رغبتی اس کی کمالی تیر کی کے باعث ہے۔ اس سے زیادہ فضول گوئی میں داخل ہے۔

دوسری تکلیف یہ دی جاتی ہے کہ فضائل باب شیخ ذکر کیا اس عمر اور اس سال میں ملازمت تحصیل داری میں گرفتار ہے۔ اس گرفتاری کے باوجود ہر وقت و نبوی محاسبہ کو بہ نسبت اخروی محاسبہ کے بہت آسان جانتا ہے اور اخروی محاسبہ سے ہر وقت ہراساں رہتا ہے۔ اس عالم اسباب میں وسیلہ عظمیٰ آپ کی ترجمہ شریف کو ہی جانتا ہے اور اس بات کا ایدوار ہے کہ نئے کافرات میں بھی اس کا نام درج کر لیا جائے گا۔ کیونکہ شیخ مذکور آپ کی درگاہ عالی کے خادموں میں سے ہے۔

تو مراد وہ دلیسرہ می ہیں رو بہ غریبش خوان و شیر می ہیں

آپ مجھے دلی عطا کریں پھر دلیری دیکھیں۔ مجھے اپنی لومٹری کہہ کر پکاریں اور پھر میری شیر می دیکھیں۔
بحرمت نبی امی اور ہجرت آپ کی آل بزرگ کے علیہ علیہم من الصلوٰۃ افضلہ من التسلیمات
اگلا آپ کو ظاہری و باطنی دولت و نعمت حاصل ہو۔

مکتوب نمبر (۱۵)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف صا در فرمایا
 روشن شریعت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ترویج و اشاعت کی ترغیب کے بیان میں
 حق سبحانہ و تعالیٰ سے درخواست ہے کہ خلاصہ بزرگان عظام کے وجود مبارک کے وسیلے
 روشن شریعت کے ارکان اور پر فرعت اسلام کے احکام ثبوت پکڑیں اور دواج پذیر ہوں۔ مع
 کار این ست و غیر این ہر پنج
 اصل کام یہی ہے۔ اس کے سبب کچھ بیچ ہے۔

آج غرباء اہل اسلام کو اس طرح کے گرواپ ضلالت میں نہات کی امید بھی اہل بیت خیر البشر
 علیہ علی آلہ من الصلوٰۃ اتقا و من التقیات و الذلیلہات اکملہا کے سفینہ سے ہی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام فرماتے ہیں:

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةٍ
 تَوْجُّهُ مِنْ رُكْبَتَيْهَا أَجْمَعُ مَنْ خَلَفَ
 مِيسِرَ أَمْرِ بَيْتِ كَعْبٍ كَشِيَ نَوْجَ كَيْ طَرَحَ
 جَوْشَعُ اسْمِ مِنْ أَمْلِيَا نَهَاتِ بِأَمْلِيَا
 جَوَّجُ مِثْلِ بِلَاكِ بَرِيَا

اپنی بندہ مت کو مکمل طور پر اس بات پر لگا دیں کہ اس سعادت عظمیٰ کو حاصل کر لیں۔ اللہ سبحانہ
 کی عنایت و مہربانی سے جاہ و جلال عظمت و شوکت سب کچھ آپ کو حاصل ہے۔ ذاتی شرافت کے
 ساتھ ترویج شریعت کی سعادت بھی اگر مل جائے تو سبقت کا گیند سعادت کی چوگان کے ساتھ آپ
 سب آگے لے جاسکتے ہیں۔ یہ حقیر تائید و ترویج شریعت حقہ کی خاطر اس طرح کی باتیں ظاہر کرنے کے
 ارادے سے آپ کی خدمت شریعت کی طرف متوجہ ہوا ہے۔

رمضان شریف کا چاند دہلی میں دیکھا۔ حضرت والدہ بزرگوار کی مرضی یوں محسوس کی کہ میں رُکعتوں
 اس ضرورت کے تحت پورا قرآن مجید سن لینے تک رُک جاسنے کا پروگرام بنانا پڑا۔ ہر کام اللہ سبحانہ کے
 قبضہ قدرت میں ہے۔ آپ کو سعادت و ارین نصیب ہو۔

۱۔ مشکوٰۃ بروایت ابن زبیر غفرلہ۔ ۲۔ مسند احمد و ترمذی بروایت ابن عباس و ابی الزبیر۔ اور عام از
 ابن زبیر غفرلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

مکتوب نمبر (۵۲)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ قریب کی طرف سے صادر ہوا۔

نفس امارہ کی نسبت باور اس کی مرض فانی اور اس مرض کے ازالے کے حکم کے بیان میں

آپ کا حرکت نامہ کوامی جس سے ازبدن شغفت و مہربانی آپ نے اس غلصہ و عا کو کرتنا زو شرف
فرمایا تھا بندہ اس کے ضمن میں کے مطالعہ سے شرف ہوا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کے اجر و ثواب کے عظیم
کرم سے آپ کی متدرو منزلت بند کرے آپ کو شریح سدر نعیم فرمائے اور آپ کے کام آسان کرے
آپ کے جدا مجد کی حرمت سے بلا علی آداب من الصلوات افضلہا و من التعلیمات اکملہا۔ اللہ ہم سب کے
ظاہر باطن ان کی متابعت پر ثبات و قائم رکھے۔ اور اس دعا پر آمین کہنے والے پر رحم فرمائے۔
دوسری بات یہ ہے کہ بڑے دوست اور بدو خوشنشین (نفس انی شکایت کے طور پر چن فقرے لکھ کر
دوانہ کیے جا رہے ہیں امید ہے کہ قبول کر لیتے والے کافوں سے ان کو نشیں گے۔

معدو اسخر ما انسان کا نفس امارہ جاہ اور سرداری کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے اس کا ارادہ ہمیشہ
یہ ہوتا ہے کہ اپنے اقربان اور معصوم لوگوں پر بلندی اور فوقیت حاصل کرے۔ اور اس کی ذات کا تقاضا
یہ ہے کہ ساری مخلوق اس کی محتاج ہو اور اس کے احکام کی اطاعت اور پیروی کرے اور وہ خود کسی
کا محتاج نہ ہو اور نہ اس پر کوئی حکم چلائے۔ یہ دراصل اس کی طرف سے دعویٰ خدائی ہے اور وہ خود کسی
ذات جل سلطانہ کے ساتھ دعویٰ عسری ہے۔ بلکہ یہ بے سعادت نفس شریک پر بھی داعی نہیں۔ یہ چاہتا
ہے کہ صرف وہی حاکم ہو اور باقی سب اس کے محکوم و تابع ہوں۔ حدیث قدسی میں آچکا ہے:
عَاذَ نَفْسِكَ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ بِتُحْتِ
اپنے نفس سے عداوت رکھو کہو کہ یہ میری دشمنی
ہم دعا داتی ہے۔
پر کر رہا ہے۔

تو اپنے نفس کی پرورش کرنا، اس کی مرادیں حاصل کرنا، مزید سرداری، بڑائی اور تبحر وغیرہ قرار دینا،
دراصل اللہ تعالیٰ کے دشمن کی ادا کرنا اور اس کو تعزیت پہنچانا ہے۔ اس کی قباحیت اور برائی اچھی طرح
محسوس کرنی چاہیے۔ حدیث قدسی میں وارد ہے:

اَلْكِبْرُ بَيْنَا وَبَيْنَكَ اَيُّهَا النَّفْسُ وَالْعُظْمَةُ اَيُّهَا الرَّبُّ
بڑائی میں تو اور میں کے درمیان ہے اور عظمت اور بزرگواری

میں یہ الفاظ دراصل حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات قدسیہ میں سے ہیں۔

قَعْنًا نَارًا عُنَى فِي ثَوْبٍ يَحْتَمِلُهَا أَدَخَلَتْ
میری شلو بہ ہے۔ تو جو شخص ان دونوں میں سے
کسی کے ہارے میں بھی محمد سے جھگڑے گا (پیشہ کی
فی التَّائِبِ وَلَا آثَابِي۔

کوشش کرے گا۔ اسے آگ میں داخل کروں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں
کیہنی اور خیس و یا حق سبحانہ کے نزدیک اس بنا پر ملعون اور مغضوب ہے کہ دنیا کا حصول نفس کی
مراویں حاصل ہونے میں اس کا مدد و معاون ہے۔ تو جو دشمن خدا کی مدد کرے وہ ضرور نعمت کا سزاوارست
اور فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فقر ہے۔ کیونکہ فقر میں نفس کے لیے نامراد ہی ہے اور یہ اسے عاجز و
بے بس کرتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجنے سے مقصود اور احکام شریعہ کا مکلف بنانے میں
علت اس نفس امامہ کو عاجز اور خواب کرنا ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتیں نفسانی خواہشات
کو دور اور زائل کرنے کے لیے وارد ہوئی ہیں جس قدر شریعت کے تقاضوں کے مطابق عمل ہوگا اسی قدر
نفسانی خواہشات زوال پذیر ہوں گی۔ لہذا احکام شریعہ میں سے ایک حکم کو بھالانا خواہش نفسانی کو
زائل کرنے میں ان ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے بہتر ہے جو اپنے طور پر کیے جاتیں۔ بلکہ یہ ریاضتیں
اور مجاہدے جو روشن شرع کے مطابق واقع ہیں جو نفسانی خواہشات کے موید بنتے ہیں اور ان کو
تقویت پہنچاتے ہیں۔ برہمنوں اور یوگیوں نے بھی ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمی اور کوتاہی نہیں کی
لیکن یہ سب کچھ ان کے لیے کچھ بھی سودمند ثابت نہ ہوا اور انہیں ان سے نفس کی تقویت و تربیت
کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

مثال کے طور پر ایک دام اوٹنے و زکوٰۃ کے طور پر جس کا شریعت نے حکم دیا ہے نفس کی خواہشات
کی ویرانی میں بے حکم شرع ہزار دینار صرف کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ اور شریعت کے حکم کے
مطابق حیدر القطر کے دن کھانا کھانا خواہش نفس کو زائل کرنے میں اپنے طور پر کئی سال روزے رکھنے سے
زیادہ نفع دیتا ہے۔ اور فجر کی دو رکعت فرض نماز باجماعت ادا کرنا جو سنت ہے اس سے کئی
مراتب بہتر ہے کہ انسان ساری رات نفل پڑھنے میں گزارے اور فجر کی نماز جماعت سے ادا
نہ کرے۔

مختصر یہ کہ جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو وہ اپنے آپ کو بزرگ جاننے کے مایوس کیا کی جہالت
سے نکل نہیں سکتا اور ایسی صورت میں نجات ناممکن ہے۔ اس مرض کے ازالے کی فکر بہت ضروری
۱۸ مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم۔

ہے۔ اگر ایسا نہ ہو جائے کہ یہ مرض موت ابدی (آخرت میں نجات سے محرومی) کی نیند صلا دے۔
 کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ جو اندرونی اور بیرونی صفات کی نفی اور انیس مٹانے کے لیے وضع
 کیا گیا ہے، نفس کے تزکیجے اور اس کی تعلیم کے لیے بہت ہی نافع اور مناسب ہے۔ اگر برطرفیت
 قدس اللہ تعالیٰ اسرار جم نہ تے، توحید کے لیے اسی کلمہ طیبہ کو اختیار فرمایا ہے۔
 "تاجاروب لا تروہی راہ" "ترسی و در سے الا اللہ"

یہی جب تک تم لاگے جھاڑو سے راستہ صاف نہیں کر دے گا۔ اللہ کی ساری نعمتیں رکھ سکتے۔
 چونکہ نفس سرکشی کے مقام میں رہتا ہے اور عمدہ ٹوٹنے میں چیت ہے اس لیے اس کلمہ طیبہ کے
 بار بار تکرار سے ایمان کی تجدید کرتے رہنا چاہیے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:
 "بِحَدِّ ذَا رِئَاصَاتِكُمْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کلمہ لا الہ الا اللہ سے اپنا ایمان کی
 تجدید کرتے رہو۔

اللہ ہر وقت اس کلمہ طیبہ کا تکرار رہنا چاہیے۔ کیونکہ نفس امامہ ہر وقت جہالت کرنے پر تیار رہتا ہے
 حدیث شریفہ میں اس کلمہ مبارک کے فضائل میں دار و مہار ہے کہ اگر تمام آسمانوں اور تمام زمینوں
 کو ایک پلی میں رکھیں اور اس کلمہ کو دوسرے پلی میں تو اس کا پلہ دوسرے پلی پر غالب رہے گا۔
 سلامتی کا تزلزل ہو اس پر جو ہدایت کی ہیر زنی کرے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ عیسیٰ علی آلاء السموات
 والقیامات کی متابعت کو اپنا شعار بنائے اور اپنے اوپر لازم جانے۔

مکتوب نمبر (۵۳)

یہ مکتوب بھی سیادت اہل شیعہ قریب کی طرف سے ملتا ہے اور فرمایا
 اس بیان میں کہ علماء کے سود کا اختلاف جہان کی بربادی کا باعث ہے۔ اور اس کے نتیجے
 امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے آبا گرام کے راستہ پر قائم اور ثبات رکھے۔
 اے احمد و طہرائی ہدایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

یہ حدیث ابن حبان اور نسائی میں بروایت حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مستدرک
 میں بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود ہے۔

یہ بات سننے میں آئی ہے کہ بادشاہ اسلام نے دیندارانہ فطرت کی خبر لی کے باعث جو ان میں پائی جاتی ہے آپ کو حکم دیا ہے کہ پاد دیندار علماء میں آکر جو ہر وقت و بارشاسی میں حاضر رہیں اور احکام شرعی بیان کرتے رہیں تاکہ کوئی امر علات شرع واقع نہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْذَعَنَا عَلٰی ذٰلِکَ۔ مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کیا خوشخبری ہو سکتی ہے اور اتم زودوں کو اس سے اچھی کیا بشارت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ حقیر اسی غرض کے لیے آپ کی خدمت عالی کی طرف متوجہ ہے جیسا کہ اس کا متعدد بار اظہار کر چکا ہے۔ ضرورت کے مطابق اس بار سے بھی کچھ کہنے اور لکھنے میں اپنے آپ کو کوتاہی میں نہیں ڈالے گا۔ امید ہے کہ جو محسوس نہیں کریں گے۔

غرض مند دیوانہ ہوتا ہے پھنچا پنچہ عرض کرتا ہے کہ دیندار علماء بلاشبہ بہت کم ہیں جن کے دلوں سے مرتبہ اور سرداری کی محبت نکل چکی ہو اور جس کا مطلب و دعا اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ شریعت کی ترویج اور ملت اسلام کی تائید و تقویت ہو۔ طلب جاہ کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک الگ الگ چلو اختیار کرے گا اور اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرے گا۔ اور اختلافی باتیں درمیان میں لائے گا اور اس روش کو بادشاہ کی نزدیکی کا ذریعہ بنائے گا۔ اس صورت میں تبلیغ دین کی معم اُترے گی اور خرابی کا شکار ہوگی۔ گزشتہ زمانے میں بھی علماء کے اختلافات عالم اسلام کو بلا اور فتنے میں مبتلا کر چکے ہیں۔ ایسی ہی صورت اب بھی درپیش آ سکتی ہے۔ اس طرح دین کی ترویج کیا ہوگی، اُمتی دین کی تحریب ہوگی۔ اللہ سبحانہ کی اس سے پناہ اور علماء اُمت کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ۔ اس غرض کے لیے اگر ایک عالم کو منتخب کریں تو بہتر ہوگا۔ اگر علماء آخرت میں سے کوئی میسر آجائے تو بہتر ہوگا۔ لیکن سادات ہوگی۔ لیکن ایسے عالم کی صحبت گہریت اُچھے ہے۔ اور اگر ایسا نیک پر مین کار عالم نہ مل سکے تو صحیح سوچ بچار کے بعد اسی جنس میں سے سب سے بہتر کا انتخاب کریں۔ اگر ایک چیز مکمل طور پر میسر نہ آ سکے تو اسے بالکل ہی ترک نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھیں جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے۔ لوگوں کی بربادی کا باعث بھی یہی علماء ہی ہیں۔ بہترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں اور بدترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں۔ لوگوں کی ہدایت اور ان کی گمراہی انہیں سے وابستہ ہے۔

کسی بزرگ نے امیس عین کو دیکھا کہ فارغ اُبد بے کار بیٹھا ہے۔ اس کا راز دریافت کیا تو امیس نے بتایا کہ اس وقت کے علماء ہمارے کام کو انجام دے رہے ہیں اور بے گانے اور گمراہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔ (مجھے شک و دو کو کرنے کی ضرورت نہیں)۔

عالم کہ کامرانی و ترقی پروری کنند
 او خوشنق گم است کمر دہری کنند

جو عالم غرض پرستی اور ترقی پروری کرتے وہ خود ہی گم کردہ راہ ہے، دوسرے کی رہبری کیا کرے گا؟
 غرض یہ ہے کہ اس معاملہ میں منکر صیغ اور صحیحہ غور کو ملحوظ رکھ کر اقدام کریں۔ جب بات بات سے نکل
 جاتی ہے تو پھر اس کا کچھ علاج نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ آپ جیسے دانا اور ذریک لوگوں کے سامنے ایسی باتوں
 کے اظہار میں شرم ہی آتی ہے لیکن اس مقصد کو اپنی سعادت کا ذریعہ اور موجب خیال کرتے ہوئے آپ کو
 تکلیف دینے کا باعث بنا ہے۔

مکتوب نمبر (۵۴)

یہ مکتوب بھی سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید کی طرف صاف فرمایا
 اس بیان میں کہ جمعہ کی صبح سے چنانکہ لازم و ضروری ہے۔ یعنی کی صحبت کا نقصان کا
 کی صحبت کے نقصان سے بھی زیادہ ہے۔ اور یہ بھی فرقہ فیلو میں سے بدترین فرقہ شیعہ عقیدہ ہے۔
 اور اس کے مناسب اور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عظیم عطا کرے۔ تمہاری قدر اور منزلت بلند کرے اور تمہارے کام آسان
 کرے۔ ہجرت یثرب بشر جو نظر کی کمی سے پاک و منزہ تھے۔ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الصَّلٰوٰتُ الْاَمَّا
 وَہِی التَّسْلِیٰمَاتُ اَکْمَلُہَا۔

ہَمِّنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسُ لِحَدِیْشِکُو
 یُوْشِخْصُ لُوْکُوں کَا شُکْرُ غَزَا رَنْبِیْ ہَمَزَا وَاہِی تَا
 اللہ۔
 کَا شُکْرُ ہَمِی نَبِی کَر تَا۔

تو ہم فقیروں پر آپ کے احسانات کا شکر لازم ہے۔ اول اول ہمارے خواجہ حضرت پیر دگر
 خواجہ محمد الباقی قدس سرہ کی ظاہر و باطنی جمعی کا سبب آپ ہی بنے تھے۔ آپ کے طفیل اس جمعیت
 میں ہم لوگ حق سبحانہ و تعالیٰ کی طلب میں مصروف رہے اور اس کا وافر حصہ ہم لوگوں نے
 حاصل کر لیا۔

اے ترمذی شریف ابواب البر و الصلۃ بروایت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث
 درج حسن میں ہے۔

پھر دوبارہ مطابق کثرتِ مَنَوَاتِ الْکُتُبِ (بُروں کے فوت ہو جانے کے باعث مجھے بُرا بنا دیا گیا) جب نوبت اس طبقہ تک آتی تھی تو فقراء کے جمع ہوتے کا ذریعہ اور طالبانِ حق کے انتظام کا باعث بھی آپ ہی ہیں۔ جِنَّا کَلَّمَ اللّٰہُ بِلُغَتِہٖ عِنْدَ خَیْرِ الْخِزَّاءِ ۝

اگر برحق من زبانی شود ہر موی یک شکر تواند ہزار خواہم کرد

اگر میرے جسم کا ہر بال زبان بن جائے تو میں ہزاروں سے آپ کا ایک شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

میری یہ آرزو ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں آپ کے جلدِ مکرّم سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و علیہم السلام الصلوٰۃ و التسلیمات کے طفیل ہزارِ مناسب بات سے محفوظ رکھے۔

یہ فقیر آپ کی صحبتِ گرامی سے دور پڑا ہوا ہے، مجھے علم نہیں کہ آپ کی مجلسِ شریفہ میں کس قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں۔ اور خلوت و جلوت میں آپ کے مونس کیسے لوگ ہیں ۝

خواہم بشدارِ دیدہ و دیدیں شکر جگر سوز

کھا غمِ شکر کہ شد منزلی و آسائشِ خواہت

جگر کو جلا دینے والے اس فکر سے میری آنکھوں سے نیند اُڑ گئی ہے، کہ کس شخص کی آغوش میں آپ کی منزلی اور آپ کی نیند کی آرام گاہ جمنا جوتی ہے۔

اس بات پر یقین رکھیں کہ بدعتی کی صحبت کی خوابی کا فری صحبت کی خوابی اور نقصان سے نیاؤ ہے۔ اور تمام بدعتی فرقوں میں سے بدترین وہ گروہ ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض و عناد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود اس گروہ کو کفار کے نام سے یاد کرتا ہے:

لَيَغْلِبَنَّ بِهِمُ الْكُفَّارُ۔
اللہ تعالیٰ غصے میں مبتلا کرتا ہے صحابہ کرام کو دیکھنے سے کفار کو۔

قرآن مجید اور شریعت مطہرہ کی تبلیغ و اشاعت صحابہ کرام نے کی ہے۔ اس مبارک گروہِ مطہرہٗ اعتراف لازم آتا ہے۔ قرآن مجید کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے۔ اگر حضرت عثمان غنی و قابلِ اعتراف نہیں تو قرآن کو بھی غلط کسنا پڑے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں یقینی و یقینی لوگوں کے عقائد سے پناہ میں رکھے)۔

وہ اختلافات اور جھگڑے جو صحابہ کرام علیہم السلام میں واقع ہوئے، خواہش نفسانی کے باعث ہرگز نہیں تھے۔ یہ حضرات غیر البشر علیہ الصلوٰۃ و السلام کی محبتِ پاک میں تزکیہ کے مقام میں پہنچ چکے

تھے اور امداد گئی سے انہیں آزادی مل گئی تھی۔

میں اس قدر جانتا ہوں کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ اس باب میں حق پر تھے اور ان کے مخالف غلط پر تھے۔ لیکن ان کی یہ خطا خطا، اجتماع دہی ہے جو حد فسخ تک نہیں پہنچاتی۔ بلکہ اس طرح کی خطا میں ملامت کی بھی گنجائش نہیں۔ کیونکہ خطا اجتماع دہی میں غلطی کے لیے بھی ایک وجہ ثواب ہے۔ اور بزرگ بد قسمت صحابہ کرام میں سے نہیں۔ اس کی بد بختی میں کلام ہو سکتا ہے۔ اس بد بختی نے جو کام کیا وہ کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کر سکتا۔

بعض علمائے اہل سنت نے اس پر لعنت کرنے میں جو توقف کیا ہے اس پر راضی ہونے کی بنا پر نہیں کیا بلکہ رجوع اور توبہ کے احتمال کی رعایت کے باعث کیا ہے۔

آپ کی مجلس شریف میں قطب زمان ہند کی خدمت جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی محبت گناہوں میں ہر روز کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا جانا چاہیے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ انہوں نے صحابہ پیغمبر علیہ السلام کی کس طرح صفت و ثناء کی ہے اور کیسے ادب سے ان کو یاد کیا ہے تاکہ مخالفت لوگ شرمندہ اور ذلیل ہوں۔

آج کل اس بد خواہ گروہ نے بہت غلو کرنا شروع کر رکھا ہے اور ملک کے اطراف جہاں میں پھیل چکے ہیں۔ اسی بنا پر اس بارے میں چند کلمات لکھے گئے ہیں تاکہ آپ کی صحبت اور مجلس شریف میں اس طرح کے بد خواہوں کو جگہ نہ مل سکے۔ تبتکھم اللہ تعالیٰ علی المطرقة الموضیۃ اللہ تعالیٰ آپ کو پسندیدہ طریقہ پر قائم رکھے۔

مکتوب نمبر (۵۵)

انصارِ محبت میں سیادت پناہ شیخ عبدالوہاب بخاری کی طرف صادر فرمایا کچھ عرصہ سے پہلے ربط و تعلق کے علاوہ دل کو آپ سے مزید محبت پیدا ہو چکی ہے۔ اس بنا پر فقیر آپ کے لیے غائبانہ دعائیں مشغول و مصروف ہے۔ اور جب کہ سرور کائنات، مغفرت موجودات علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا ہے:

مَنْ أَحَبَّ أَخَاهُ فَبَعَلَهُ إِيَّاهُ۔ (جو مسلمان بھائی سے دوستی کرے اور چاہیے کہ اس سے وقف کرے)

لہٰذا مستد احمد بخاری نے ادب مفرد از زبیدی ابنِ جہان و ما کم۔

آپ سے اپنی محبت کا اظہار کرنا مناسب اور بہتر خیال کیا۔ اور اس محبت کے سبب جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقرباء (سادات کرام) سے پیدا ہو چکی ہے امیدواری کا رشتہ پورے طور پر ہاتھ میں لا چکا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ان (سادات کرام) کی محبت پر استقامت نصیب فرمائے، بحر مہ سید البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

مکتوب نمبر (۵۶)

ایک سید صاحب کی سفارش کے سلسلے میں یہ مکتوب بھی شیخ عبدالوہاب بخاری کی طرف صادر فرمایا۔

سادات کرام کی فوات جو کثیر البرکات ہیں، سرور دین و دنیا سے جزئیات (نسبی تعلق) کی بنا پر اس سے بلند تر ہیں کہ یہ فقیر زبان قاصر کے ساتھ ان کی فضیلت اور صفت و ثنا کرے۔ صرف اپنی سعادت کا ذریعہ جانتے ہوئے اس باب میں جرأت کرتا ہے۔ بلکہ اس وسیلہ سے اپنی متانت کرتا ہے۔ اور ان کے ساتھ دوستی کا اظہار کرتا ہے جس کا امور ہے۔ اے اللہ! ہمیں بقیہ فیصل حضور سید المرسلین علیہ علی آلہ وسلم الصلوٰۃ والسلام سادات کرام کے ساتھ محبت کرنے والوں میں سے کر۔

اس حریفہ نیاز کا حال میر سید احمد سادات مائتہ میں سے ہے۔ اور طالب علم اور ایک آدمی ہے۔ اسباب معاش کی تنگی کا شکار ہے۔ اسی بنا پر اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر سرکار عالی میں گنجائش ہو تو شخص مذکور اس کا اہل ہے۔ اور اگر آپ کے گنجائش نہ ہو تو اپنے مخلصین میں سے کسی کو سفارش کریں تاکہ یہ شخص تنگی معاش کے اسباب سے بے فکر ہو جائے۔ جبکہ یقین تھا کہ خود انجناب فقراء اور محتاج لوگوں کی طرف پوری توجہ دیتے ہیں۔ خاص کر سادات عظام کی امداد کی طرف زیادہ توجہ فرماتے ہیں تو یہ چند کلمے لکھنے کی جرأت کی۔ روانگی کے وقت یہ شخص اگرچہ رخصت کی سعادت سے سعادتمند نہیں ہوا تاہم مخلصین کے گروہ میں شامل ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ سادات کرام کی محبت اور اخلاص پر استقامت عطا فرمائے۔ زیادہ گستاخی کی جرأت نہیں کرتا۔

۱۵ ماہ ہندوستان میں سرہند شریف کے قریب ایک شہر ہے۔

مکتوب نمبر (۵۷)

نصیحت کے متعلق شیخ محمد دست کی طرف صادر فرمایا۔

حق سبحانہ و تعالیٰ بظہیر حضور سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و علیہم الصلوٰات
افضلہا و من التسلیمات اکملہا آپ کو آپ کے آباء کرام کے طریقہ مستقیمہ پر استقامت
عطا فرمائے۔

آپ کے خاندان میں بزرگی موروثی شے ہے۔ ایسے طریقہ پر زندگی گزاریں کہ یہ وراثت میسر
آجائے۔ ظاہر کو ظاہر شریعت کے ساتھ اور باطن کو باطن شریعت کے ساتھ جو حقیقت سے عبارت
ہے آراستہ اور مزین رکھیں۔ کیونکہ حقیقت و طریقت حقیقت شریعت اور اس حقیقت کے راستے
سے عبارت ہیں یہ بات نہیں کہ شریعت اور طریقت ہے اور طریقت و حقیقت امر دیگر ہے۔ کیونکہ یہ تو
الحاد و زندقہ ہے۔ آپ کے متعلق فقیر کا گمان بہت نیک ہے۔ بعض راتحات کو بھی اس معنی کا
گواہ پاتا ہے۔ اور اس ماجرے کا کچھ قدر سے بیان آپ کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے سامنے بھی کیا تھا۔

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ شیخ عبدالغنی درستی سے آراستہ اور نیک فطرت ہے۔ اگر
آپ کی بلند خدمت میں کسی کام کے سلسلے میں رجوع کرے تو ضرور اس کی طرف التفات اور توجہ
فرمائیں۔ والسلام والا کرام۔

مکتوب نمبر (۵۸)

سیادت آب سید محمد کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ جس درجہ کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں وہ سارے کا سارا اصابت قدم ہے۔
اور اس امر کے بیان میں کہ دوسرے سلاسل کے شائع کے خلاف مشائخ نقشبندیہ نے میر کی ابتدا
عالم امر سے کی ہے۔ اور اس بیان میں کہ ان بزرگوں کا طریقہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ اور جو اس کے
مناسب باتیں ہیں۔

النفات نامہ گرامی وارد ہوا۔ چونکہ اس سے بلند گروہ (نقشبندیہ) کی باتیں سننے کا شوق معلوم ہوتا تھا، اس بنا پر سوال کا جواب دینے اور مطلوب وعدہ عاکی طرف رغبت دلانے کے لیے ناچار چند باتیں تحریر میں لائی ہیں۔

مقدم گرامی! جس راستے کو ہم طے کرنے کے درپے ہیں وہ سارا سات قدم ہے جس طرح انسان کے سات لطیفے ہیں۔ دو قدم تو عالم خلق میں ہیں جو قالب (بدن) اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں جو قلب، روح، سر، خفی اور اخفی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان سات قدموں میں سے ہر قدم میں دس ہزار حجابات اٹھاتے ہیں۔ یہ حجابات نورانی ہوں یا ظلماتی (سیاہ) :

اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ
بَيْشَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی اور بندے کے درمیان ستر
دوسرا وظلمۃ۔ ہزار پرہ ہے ہیں نور اور ظلمت کے۔

اول قدم میں جو عالم امر میں رکھتے ہیں تجلی افعالی ظاہر ہوتی ہے۔ دوسرے قدم میں تجلی صفات، تیسرے قدم میں تجلیات ذاتیہ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ پھر تجلیات کے فرق کے مطابق آگے ترقی کرتا چلا جاتا ہے، جیسا کہ اہل معرفت سے پوشیدہ نہیں۔ اور ان سات قدموں میں ہر قدم میں بندہ اپنے سے دور اور حق سبحانہ کے نزدیک ہوتا چلا جاتا ہے۔ بیان تک کہ ان قدموں کے مکمل ہونے کے ساتھ قرب الہی بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ فنا اور بقا سے مشرف کر دیے جاتے ہیں اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچا دیے جاتے ہیں۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے شاخ نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے سلسلوں کے شاخ قدس سرجم کے۔ لہذا طریقہ نقشبندیہ وصول کے لیے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے۔ تھوڑی طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء میں درج ہے۔ مع

قیاس کن ز گلستان من بجا مرا

میرے گلستان سے میری جسا کا اندازہ کرلو۔

ان بزرگوں کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کیونکہ ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور خیر البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی پہلی صحبت میں ہی صلہ مشورۃ شریف۔

بطریقہ اندراج نہایت درجہ و کچھ میسر آگیا جو کمال اولیا، امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے۔ لہذا وحشی علیہ الرحمۃ قاتل سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صرف ایک بار صحبت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا، حضرت اویس قرنی سے جو خیر القابعین ہیں، افضل قرار پایا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا حضرت معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؓ؟ تو آپ نے جواب دیا "وہ بخارجو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی درجے عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ تو سوچنا پتا چلے کہ جس گروہ کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت درجہ ہے، ان کی نہایت کیسی ہوگی، اور دوسروں کے علم میں ان کی نہایت کیسی آسکتی ہے؟

وَمَا يَعْزُبُ عَنْهُمْ مَدَيَاتُ إِكْلَافِهِمْ
اللہ کے شکروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۱۔ قاصرے گز گزیاں طافرا لعل قصو
عاش اللہ کہ برآمد زبانیں اس نکلدا
ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اند
رو بہ از حیل چیا بگسلد این سلسلہ

اگر کوئی کوتاہ نظر اس گروہ کو تصور وار شیرانے تو عاشق اللہ کہ زبان پر اس لہ کو لاؤں۔
جہاں کے سارے شیر اس سلسلے سے منسلک ہیں۔ تو مٹی جیلہ بنانے سے اس سلسلے کو کس طرح توڑ سکتی ہے۔

۲۔ وحشی بن حرب۔ آپ حضرت حمید بن مسلم کے آقا و گروہ قلام تھے۔ آپ نے بحالت کفر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ احد میں شہید کیا لیکن بعد میں ملتہ گوش اسلام ہو گئے۔ اور خلافت صدیقی کے زمانہ میں اپنے مسیلہ کذاب مدعی نبوت کو قتل کر کے واصل جہنم کیا۔

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا آپ فرماتے تھے "تا بعین میں سب سے بہتر ایک مرد ہے جس کو اویس کہتے ہیں الخ۔ مشکوٰۃ۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے سواروں اور فقہاء امت میں سے ہیں۔ آپ کی قاتل جمع خیرات اور متعدد برکات تھیں۔

۵۔ عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص۔ آپ فاضل ان امور سے ہیں اور امیر المومنین میں اور اپنے وقت کے قلب ہو گئے ہیں۔ آپ کے فتاویٰ و مناقب کتب تاریخی میں مذکور ہیں۔ عدل و انصاف اور تہ و تقویٰ کی وجہ سے آپ کو عمر ثانی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس نامور الوجودِ گدردہ کی محبت نصیب فرمائے۔
کاغذ پر لکھی ہوئی یہ تحریر اگرچہ مختصر ہے لیکن اس میں بن معارف اور اعلیٰ درجے کے خفائی
درج ہیں۔ امید ہے کہ ان کو عزت و عظمت سے رکھیں گے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۵۹)

یہ مکتوب بھی سید عمرؒ کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ نجات ابدی میسر آنے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس
بیان میں کہ اہل سنت و جماعت کی اتباع کے بغیر نجات تصور نہیں۔ اور اس بیان میں کہ علم و عمل
تو شریعت سے مستفاد ہیں اور اخلاص کا حصول طریق صوفیہ کے سلوک پر موقوف ہے۔ نیز اس بیان
میں کہ اخلاص عمل اور ایمان کے لیے تمام اعمال، افعال اور حرکات و سکنات میں حاصل ہے۔
حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و الخیر کی
شاہد اور استقامت عطا فرمائے اور کلی طور پر اپنی جنابِ قدس کی گرفتاری نصیب فرمائے۔
آپ کا مکتوب شریف اور مرسلہ لطیف وارد ہو کر موجب فرحت و جوا اور فقراء سے محبت
کے اسباب اور اس بلند درجہ گروہ کے ساتھ آپ کا اخلاص و عقیدت و وضاحت کو پہنچا۔ اللہم
یزد (اے اللہ) اس محبت اور اخلاص میں زیادتی کر۔

آپ نے مفید اور فصیح کی باتوں کا مطالبہ کیا ہے۔ مخدوم گرامی! آدمی کے لیے تین چیزیں
سے چارہ نہیں، نہ کہ نجات ابدی میسر آئے۔ علم، عمل اور اخلاص۔

پھر علم دو قسم ہے۔ ایک وہ علم جس سے عمل مقصود ہے۔ اس علم کے بیان کی کفیل فقہ ہے۔
دوسری قسم وہ ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد و یقین قلبی ہے۔ اس علم کی تفصیل مطابقت
آرائے صاحبِ اہل سنت و جماعت علمِ کلام میں آپ کی ہے اور اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہے۔ ان بزرگوں
کی اتباع کے بغیر نجات تصور نہیں۔ اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔ یہ بات
کشفِ صریح اور امامِ صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں غلطی کا احتمال نہیں۔

اے مسلمانوں! کہنا چاہیے کہ حضرت شیخ مجددِ دینی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے سنی عقائد پر
قائم و ثابت رہیں۔ اور دوسرے گمراہ فرقوں کی لمع ساتریوں کا شکار ہو کر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔

تو کس قدر مبارک ہے وہ شخص جسے ان کی متابعت کی توفیق ملی گئی اور ان کی تقلید کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور خدائی ان کے لیے جو ان کی مخالفت راہ چلے۔ اور ان سے الگ ہو گئے اور ان کے اصول چھوڑ گئے اور ان کے گروہ سے مکمل گئے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہی کے راستے پر ڈالا۔ اور رؤیت حق تعالیٰ اور شفاعت کے منکر ہوئے۔ اور ان پر صحبت کی فضیلت اور صحابہ کے فضائل پر شیدہ رہے۔ اور اہل بیت کی محبت اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد پاک سے دوستی سے محروم رہ کر ان بے شمار عبادتوں کے حصول سے دوک دیے گئے جو اہل سنت و جماعت کو حاصل ہوتی ہیں۔

اور تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ عیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حالات صحابہ کے بہت بڑے جاننے والے ہیں، فرماتے ہیں کہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد مجبور ہوئے تو انہیں اس نیلے آسمان کے نیچے ابوبکر صدیق سے بہتر کوئی شخص نہ ملا تو انہوں نے اپنی گردنوں کا والی انہیں بنالیا۔ یہ امام شافعی کی طرف سے تصریح ہے کہ تمام صحابہ کرام انصافیت صدیق پر متفق تھے۔ تیسرے صدر اول (دور صحابہ) کا صدیق اکبر کی انصافیت پر اجماع ہے۔ لہذا یہ انصافیت کا مسئلہ قطعی ہے جس کے انکار کی گنجائش نہیں۔

اور اہل بیت رسول علیہ السلام کا حال حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پائیا اور جو اس سے دور رہا ہلاک ہو گیا۔

بعض عارضین کا قول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ارشاد میں صحابہ کرام کو تار سے قرار دیا۔ اور تاروں سے ٹوک راستہ پاتے ہیں۔ اور اہل بیت کو سفینہ نوح سے تشبیہ کی۔ اس طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ کشتی پر سوار ہونے والے کے لیے تاروں کی رعایت ضروری ہے تاکہ ہلاکت سے بچا رہے۔ سواروں کا لحاظ کیے بغیر اس کے لیے نجات ممتنع اور ناممکن ہوتی ہے۔

اور صاحب طے کی جو بات ذہن میں ہونی چاہیے یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام کا انکار کل انکار ہے کیونکہ غیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی فضیلت میں یہ سب حضرات مشترک ہیں۔ اور صحبت کی فضیلت سب فضائل و کمالات سے فائق اور بلند ہے۔ اسی بنا پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو غیر اہل بیت ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کے ادنیٰ مرتبہ تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ لہذا جو شخص کی فضیلت کا کوئی شے بھی مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ ان صحابہ کا ایمان صحبت اور نزول وحی کی برکت

سے شہرہ دی ہو چکا ہے۔ اور ایمان کا یہ رتبہ صحابہ کرام کے بعد کسی کو بھی نصیب نہیں۔ اور اعمال ایمان پر متغیر ہوتے ہیں۔ اعمال کا کمال ایمان کے کمال کے مطابق ہے۔

اور لائیاں تھکڑے حیران کے درمیان واقع ہوتے وہ نیک مرادوں اور بلیغ حکمتوں پر محمول ہیں۔ وہ جہالت یا غرابت نفسانی کے تحت نہیں تھے۔ بلکہ استہسا و اور علم کی بنا پر تھے۔ اگرچہ بعض کے اجتہاد میں غلطی واقع ہو گئی۔ ایسے خطا کار کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کا ایک درجہ ہے۔ یہی افراط اور تفریط کے درمیان راہ ہے جس کو اہل سنت و جماعت نے اختیار کیا ہے اور یہی محفوظ اور مضبوط تر راستہ ہے۔

مختصر یہ کہ علم و عمل تو شرع سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اخلاص جو علم و عمل کے لیے روح کی مانند ہے اس کا حصول طریقہ صوفیہ کے سلوک سے وابستہ ہے۔ جب تک سیر الی اللہ قطع نہ کرے اور سیر فی اللہ سے موصوف نہ ہو اخلاص کی حقیقت دور رہتی ہے اور مخلص لوگوں کے کمالات سے انسان الگ رہتا ہے۔ ہاں عام مومنوں کو بھی تکلف و مشقت سے بعض اعمال میں اگرچہ کچھ قدرے ہی مہملا میسر آ جاتا ہے۔

لیکن وہ اخلاص جس کا ہم بیان کر رہے ہیں وہ تمام اقوال و افعال اور حرکات و سکنات میں بے تکلف اور بے مشقت اخلاص ہے۔ اور اس اخلاص کا حصول آفاقی اور انفسی الہوں کی نفی سے وابستہ ہے اور فنا اور بقا پر موقوف ہے۔ اور ولایت خاصہ تک وصول سے میسر آتا ہے۔ وہ اخلاص جو تکلف اور کوشش کا محتاج ہے ہمیشہ نہیں رہتا۔ حصول دوام کے لیے بے تکلف میرا نادر کار ہے۔ اور یہ مرتبہ حق الیقین میں جا کر نصیب ہوتا ہے پس ادیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں صرف حق عز و جل کے لیے کرتے ہیں اپنے نفس کے لیے کچھ نہیں کرتے کیونکہ ان حضرات کے نفس حق تعالیٰ کی ذات پر فنا ہو چکے ہیں حصول اخلاص کے لیے انہیں نیت درست کرنے کی حاجت نہیں۔ (یعنی ان کی نیتیں خود بخود ہی درست رہتی ہیں) کیونکہ ان کی نیت فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے باعث درست ہو چکی ہے۔

مثلاً جو شخص اپنے نفس کا گرفتار ہے۔ وہ جو کچھ کرے اپنے نفس کے لیے ہی کرتا ہے۔ چاہے نیت کرے یا نہ کرے۔ اور جب اس کی یہ گرفتاری دور ہو جائے اور حق تعالیٰ کی گرفتاری نصیب ہو جائے تو ایسی جگہ پر پہنچ جاتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے ناچار حق تعالیٰ کے لیے ہی کرتا ہے نیت حاضر ہو یا نہ ہو نیت اس کام میں درکار نہیں ہے جو درجہ احتمال میں ہر امر جو چیز متعین ہو نیت کے ذریعہ

اس کی تعیین کی ضرورت تھیں۔ اور اس مقام کا حصول اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ دوام اخلاص والا شخص مخلص کہلاتا ہے۔ اور جس شخص کا اخلاص دائمی نہیں، بلکہ کسب اخلاص کا محتاج ہے وہ مخلص بحسب لام ہے۔ اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اور طریقہ صوفیہ اختیار کرنے سے علم و عمل کو جو نفع پہنچتا ہے، یہ ہے کہ علوم کلامیہ استدلالیہ کشفیہ ہو جاتے ہیں۔ اور تمام اعمال کی ادائیگی میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ سستی جو نفس اور شیطان کی طرف سے طاری ہوتی ہے نازل اور معدوم ہو جاتی ہے۔ حج

ایں کار دولت است کنون تا کارسد

مکتوب نمبر (۶۰)

یہ مکتوب بھی سیادت پناہ مسید محمود کی طرف صادر فرمایا۔

خطرات اور وساوس کے بالکل دفع اور معدوم ہو جانے اور اس کے مناسب امور کے

بیان ہیں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی ذات قدس کے ساتھ دوام گرفتاری کی نعمت سے مشرف فرمائے کیونکہ حقیقی آزادی اسی گرفتاری میں ہے۔ خطرات نفسانی کا ترک جانا اور وسوسوں کا انا حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کے طریقہ میں مکمل طور پر حاصل ہے۔ یعنی کہ اس بزرگ۔ رادہ کے بعض مشائخ نے خطرات نفسانی کا چیدہ کاٹا ہے اور اس پر سے چلے ہیں اپنے باطن کو خطروں اور وسوسوں کے آنے سے دور رکھا ہے۔ حضرت خواجہ امرا قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے اس مقام میں فرمایا ہے کہ خطروں اور وسوسوں کے دور ہونے سے وہ خطرے اور وسوسے مراد ہیں جو مطلوب کی طرف دو اہمچہ میں مانع اور رکاوٹ بنیں۔ مطلق دفع خواطر مراد نہیں۔

اور اس بلند سلسلے کا ایک درویش واقعاً بنعمۃ ربک شخصہ (اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو) کے مطابق اپنے حال کی یوں خبر دیتا ہے کہ:

”دل سے خواطر اور وسوسے اس حد تک دور ہو چکے ہیں کہ اگر بالقرض عمر روح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس صاحب قلب کو دیدیں تو بھی ہرگز اس کے دل پر کسی

خطرے کا گزر نہیں ہو سکتا۔

یہ نہیں کہ اسے ان خواطر و وسوس کے دور کرنے میں تکلف کی ضرورت پڑے۔ کیونکہ جو شے تکلف سے وجود میں آتی ہے وقتی اور عارضی ہوتی ہے حدیث اور دینی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس درویش کی حالت تویہ ہے کہ اگر سالہا سال خواطر اور وسوسوں کو دل میں لانے کی کوشش کرتا رہے تو بھی وسوسوں کا گزر اس کے دل پر نہیں ہو سکتا۔ صرف چالیس دن کے چلنے کی تعیین تکلف اور تصنع کی خبر دیتی ہے تعمیل اور تکلف مرتبہ طریقت میں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تکلف اور تصنع سے پھرت جاسے۔ یا دگرگرم مرتبہ طریقت میں ہے اور یادداشت و درجہ حقیقت میں۔

پس یہ بات ثابت ہو گئی کہ خواطر اور وسوسوں کو تکلف سے روکنا وقتی شے ہے۔ جس طرح اشیں روکنے کے لیے دس روز یا چالیس روز کا جلد اس طرح سے مطلوب کی طرف دوام توجہ محال ہے کیونکہ تکلف مرتبہ طریقت میں ہے۔ اور طریقت میں دوام تصور نہیں۔ اور یہ دوام جو مرتبہ حقیقت میں نصیب ہوتا ہے اس بنا پر ہے کہ مقام حقیقت میں تکلف محال ہے پس مرتبہ تکلف میں خطرے کا آنا دوام توجہ سے مانع ہے۔ اور اس بن سلسلہ کے مبتدیوں کو جو دوام غفلانی نصیب ہوتی ہے وہ ایک امر دیگر ہے۔ اور وہ دوام توجہ سے ہم بیان کر رہے ہیں وہ یادداشت سے عبارت ہے اور نہ مرتبہ کمال ہے۔ حضرت خواجہ عبدالحق قادری قدس اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یادداشت سے پہلے پنداشت ہے یعنی اور کوئی مرتبہ نہیں۔

۱۔ آپ حضرت خواجہ ربیع الدین قادری قدس سرہ کے پیارے مخلص ہیں۔ آپ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ قدس سرہ کے سردار ہیں۔ آپ کا مقام ولادت اور مزار شریف قصبہ غجدوان میں ہے جو شہر نظام شریف سے ۴ فرسنگ پر واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک عبدالمجید ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے ابتدائی علوم شہر غجدوان میں حاصل کیے۔ جو وقت وصال شریف آپ نے چار حضرات کو خلافت عظامہ مکر و عورت ارشاد کلام ان کے ذکر کیا اور اس وارفتی سے رحلت فرمائی۔ آپ داد صدق و صفات شریف شرح اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشاں رہے۔ بدعات و خواہشات سے دور رہتے تھے۔ اپنی روش و طریقہ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ رحمت مخلص۔ ۲۔ پنداشت یعنی محض دہم و گمان اور خیال ہے۔ یعنی کوئی چیز نہیں ۱۲

۳۔ مالک جب تک طریقت و تصنع کے غلام رہتا ہے اور حقیقت اور ملک حضور تک نہیں پہنچتا یا دگر کے مقام میں جوتا ہے۔ اور جب حضور اور دوام کسی پہنچ جاتا ہے اور یاد کو دگر کے مقام سے نکل جاتا ہے اور حضور ملک کی شکل اختیار کر لیتا ہے کہ دور کرنے سے دور نہ ہو تو یہ یادداشت کا مقام ہے۔

اس قسم کے احوال کے اظہار سے مقصود اس بلند طریقہ کے طالبوں کو مزید رغبت دلانا ہے مگر یہ ننگ
لوگوں کے اظہار میں ہی امتداد ہوگا:

يُحْيِيكَ يَدٌ كَيْفِيًّا وَيَهْدِي يَدٌ
اللہ تعالیٰ اس سے بہت کو گراہ کرتا ہے اور بہت
کو ہدایت کرتا ہے۔
کثیرا
مثنوی :-

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است وانکہ دیدش نقد خود مردانہ است
آب نیل است و قبطی خوں برو قوم موسیٰ رانہ خوں برو آب برو
یعنی جو شخص اس کو افسانہ اور بے اصل کتاب ہے وہ خود بے اصل اور غیر معتد ہے۔ اور جس نے اس کو
اپنا نقد سراہے قرار دیا وہ مرد ہے۔ دریا سے نیل پانی ہے مگر قبیلہ (فرعون) کے لیے خون تھا
لیکن قوم موسیٰ کے لیے خون نہیں تھا بلکہ پانی تھا۔
والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۶۱)

یہ مکتوب بھی سیادت آب سید محمود کی طرف صادر فرمایا۔
کمال اور کمال کرنے والے شیخ کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب اور ناقص کی صحبت سے
اجتناب کرنے اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ نظر کی کجی سے آزاد اور تمام انسانوں کے سردار نبی اکرم علیہ علی آلہ الصلوٰت
والسلام کے طفیل اپنی ذات کی طلب میں زیادتی اور اضافہ نصیب فرمائے۔ اور جو چیزیں
مطلب و مقصد تک پہنچنے میں رکاوٹ اور ممانعت ہیں ان سے کمال اجتناب عطا فرمائے۔
انفیات نامہ گرامی نے اپنی آمد سے مشرف کیا۔ چونکہ آپ کے مکتوب گرامی سے طلب و شوق اور
درد و پیاس کا اظہار ہوتا تھا اس لیے نظر کو بہت اچھا لگا۔ کیونکہ یہ چیز حصولِ مطلب کی بشارت
دیتی ہے۔ اور درد و مقصود کو پانے کا مقدر اور سبب ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: ”اگر اللہ تعالیٰ نے
کچھ نہ دینا ہوتا تو وہ چاہت اور طلب عطا نہ کرتا۔“

دولتِ طلب کے حصول کو نعمتِ غفلت جانتے رہتے جو کچھ اس کے مخالفت ہے اس سے پرہیز

کرنا چاہیے تاکہ اس طلب میں سستی راہ نہ پائے۔ اور اس حرارت میں ٹھنڈک اترنے کر جائے۔ اور اس طلب کی حفاظت کے اسباب میں سب سے بڑا اس دولت کے حصول کے شکر کے ساتھ قائم ہونا ہے۔
لَکِنْ تَشْکُرْ ثُمَّ لَکَ اَزْیَدٌ مِّمَّکُمْ - اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور زیادہ عطا دینگا۔

اور جناب قدس عداد ہندی جل سلطانہ میں ہر وقت التجا اور تضرع ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ طلب کو اپنے کعبہ جمال لازوال سے پھیر دے۔ اور اگر حقیقت التجا و تضرع میسر نہ آئے تو صورت التجا و تضرع کو ہاتھ سے نہیں کھونا چاہیے۔

وَاِنَّ لَکُمْ لَیَبْرُکًا فَاَنْتُمْ اَعْمٰی - اگر روزانہ آئے تو رونے کی صورت ہی بناؤ۔

میں اسی معنی و مطلب کا بیان ہے۔

بشوق و درود کی یہ حفاظت شیخ کامل مکمل کی خدمت میں پہنچنے کے وقت تک ہے۔ اس کی خدمت اقدس میں پہنچ جانے کے بعد اپنی تمام مرادیں اس کے حوالے کر دے جس طرح میت خصال کے ہاتھیں قنارہ اول فنا فی الشیخ ہے۔ پھر یہی فنا فنا فی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ بن جاتی ہے۔

زال روی کہ چشم تست احمل معبود تو پیر تست اول

چونکہ تیری نظر اول میں احمل (ایک کو دو دیکھنے والی ہے) اس لیے اولاً تیرا قبضہ گاہ تیرا پیر و

مرشد ہے۔

کیونکہ افلاوے اور استغواوے کا راستہ طریقین کی مناسبت پر مبنی ہے۔ ابتدا میں طالب کو اس کی کمال پسندی اور کینگی کے باعث جناب اقدس حور سلطانہ کے ساتھ مناسبت نہیں ہوتی۔ اس وقت درمیان میں دو جہتوں والا واسطہ اور بندہ رکاوٹ ہے۔ اور وہ شیخ کامل و مکمل کی ذات ہے۔

اور سستی اور غلامی کا قوی ترین سبب شیخ ناقص کی طرف طلب و رجوع ہے جس نے ابھی سلوک جذبہ کا کام مکمل نہیں کیا اور اپنے آپ کو مستعد شیخی کی طرف کھینچ لایا ہے۔ طالب کے لیے اس کی صحبت نہ ہر فاقی ہے اور اس کی طرف رجوع ملک مریض ہے۔ طالب کی بلند استعداد کو اس طرح کی صحبت پسندی کی طرف لے آتی ہے اور ہندی سے نیچے گرا دیتی ہے۔ مثلاً وہ مریض جو طبیب ناقص سے علاج کرائے وہ درحقیقت اپنے مریض میں زیادتی کی کوشش کر رہا ہے اور اپنی انا کو مریض کی قابلیت و استعداد کو مضعف کر رہا ہے۔ اگرچہ اس کی دعا ابتدائے مریض میں قدرے تخفیف پیدا کرتی ہے مگر فی الحقیقت وہ عین نقصان اور ضرر ہے۔ بالفرض یہ مریض اگر طبیب عارف تک پہنچ جائے تو طبیب عارف پہلے یہ دیکھ کر غصہ میں شرح السنہ سے روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مذکور ہے۔

طیب ناقص کی دوا کے اثرات زائل کرنے کی فکر کرے گا اور مسلمات کے ساتھ اس کا علاج کرے گا۔
اس کے اثرات کے ازالے کے بعد مرض کے دور کرنے کی طرف توجہ کرے گا۔

ان بزرگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقے کا دار و مدار صحبت پر ہے کہنے سننے سے کام نہیں بنتا بلکہ یہ چیز طلب میں سستی پیدا کر دیتی ہے۔ احتمال ہے کہ چند روز تک مدلی اور اگرہ کی طرف میرا جانا ہوگا۔ اگر آپ اکیلے ادھر آجائیں اور روبرو ہو کر یک جلدی سے کچھ اخذ کریں تو اس کی گنجائش ہے۔ اس سے زیادہ گفتگو تکلیف دہ امر ہے

باقی سوالات جو پوچھے گئے تھے ان کا جواب یہ ہے کہ جناب شیخ پناہ معارف و متنگاہ شیخ تاج کا وجود اس صوبہ میں غیبت ہے۔ وہ بزرگ شخصیت ہے لیکن آپ کی استعداد کو ان کے طریقہ سے مناسبت کم ہے۔ باطلہ کے حصول کے بغیر مطلوب کا حصول مشکل و دشوار ہے۔ آگے آپ متنازیں۔ اگر کبھی کبھی اپنے حالات لکھ بھیجا کریں تاکہ اس طرح اس طرف سے بھی کچھ لکھ بھیج دیا جائے تو مناسب ہے۔ کیونکہ اس طرح اخلاص و عقیدت کا سلسلہ ہر وقت حرکت میں رہتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۶۲)

جناب مرزا حسام الدین احمد کی طرف صاف فرمایا۔

اس بیان میں کہ جو جذبہ سلوک سے پہلے ہے وہ مقاصد میں سے نہیں بلکہ وہ آسانی کے ساتھ منازل سلوک طے کرنے کا فریضہ ہے۔ اور جو جذبہ سلوک کے بعد نصیب ہوتا ہے وہ مقاصد میں ہے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

الحمد لله وسلاہ علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

حق تعالیٰ تک وصول کے راستے کے دو جزو ہیں: جذبہ اور سلوک۔ یا تصفیہ اور تزکیہ۔

وہ جذبہ جو سلوک سے پیشتر ہے مقاصد میں سے نہیں ہے۔ اور وہ تصفیہ جو تزکیہ سے پہلے نصیب ہوتا ہے وہ بھی مطالب میں سے نہیں ہے۔ ہاں وہ جذبہ جو سلوک کو مکمل کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ تصفیہ جو تزکیہ کے حصول کے بعد میسر آتا ہے اور سیر فی اللہ سے تعلق رکھتا ہے

سیر فی اللہ اور سیر فی اللہ تیز سیر فی اللہ یا اللہ اور سیر فی الاشیاء کے معانی (باقی ماحیہ پر مشتمل آئندہ)

وہ اپنے مقاصد مطلوبہ میں سے ہے۔ وہ جذبہ اور تصفیہ جو سلوک سے پہلے ہے وہ سلوک کے راستوں پر آسانی سے چلنے کے لیے ہے۔ سلوک کے بغیر کام نہیں ہوتا۔ اور منازل طے کرنے کے بغیر مطلوبہ جہاں سامنے نہیں آتا۔ پہلا جذبہ دوسرے جذبے کے لیے صورت کی مانند ہے۔ فی الحقیقت ایک کو دوسرے سے کوئی مناسبت نہیں۔ پس نہایت کے ہدایت میں اندر لے جے مراد جو اس بلند سلسلہ کے شاخ کی جہازات میں واقع ہے یہ ہے کہ نہایت کی صورت ہدایت میں درج ہے۔ ورنہ حقیقت نہایت ہدایت میں سمجھیں سکتی۔ نہایت کی ہدایت سے کوئی مناسبت نہیں۔ اس بحث کی تختی اس رسالہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے جو حقیقت جذبہ و سلوک وغیرہ میں تحریر کیا گیا ہے۔

الغرض صورت سے حقیقت کی طرف عبور کرنا ضروری ہے۔ اور حقیقت کی طرف بڑھنے کے بجائے صورت پر ہی اکتفا کرنا دور رہنے کی بات ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نبی مہتار اور آپ کی نیک اولاد علیہم السلام من الصلوات ائکملہا ومن السجات افضلہا کے طفیل ہم سب کو حقیقت حقہ سے موصوف فرمائے اور صورت باطلہ سے بچائے۔

مکتوب نمبر (۶۳)

یہ مکتوب سیادت و بزرگی کے مالک شیخ فرید کی خدمت میں صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ تمام انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ و علیہم اٰلہم و علیہم اصل وہی میں متفق ہیں۔

ان بزرگوں کا آپس میں اختلاف صرف فروعات میں ہے۔ امدان کے کچھ متفقہ کلمات کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور تم سب کو آپ کے آباء کرام کے طریقہ پر ثابت رکھے۔ آپ کے آباء کرام میں سب سے افضل نبی کریم پر اصالتہ اور باقی پر ماتحت ہونے کے طور پر صلوات و سلام کا نزول ہوتا رہے۔

انبیاء کرام (ان سب پر عموماً اور ان سب سے افضل پر خصوصاً اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی اور تحفے اور برکتیں نازل ہوتی رہیں) کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ انہی بزرگوں کے ذریعہ جہان کو نجات ابدی کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور غیر حق سے گرفتاری سے خلاصی حاصل ہوئی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضرت شیخ مجدد و مجدد اللہ علیہ نے جلد اول مکتوب نمبر ۴۴ میں تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

یہ مکتوب آپ نے حافظ محمود لاہوری کی طرف صادر فرمایا ہے۔

آمران کا وجود شریعت نہ ہوتا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ جو مطلق ہے اپنی ذات اور صفات تعالیٰ و تقدس سے واقف نہ کرتا، اور اپنے ملک راستہ نہ دکھاتا۔ اور کوئی بھی اس ذات کو نہ پہچان سکتا۔ اور شریعت شریعت کے اوامر و نواہی جن کا اس نے محض اپنے فضل و کرم اور بندوں کے نفع کے لیے تکلف کیا ہے تکلف نہ کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتیں غیر پسندیدہ سے ممتاز اور جانہ ہوتیں۔

تو اس نعمت عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا ہو سکتا ہے اور کس کی مجال ہے کہ شکر کی اس ذمہ داری سے عمدہ بجا ہو سکے۔ اس ذات کی حمد و ثنا جس نے ہمیں اپنے انعامات سے نوازا اور اسلام کی دولت عطا فرمائی۔ اور میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کئے والوں میں سے کیا۔

یہ سب بزرگ احوال دین میں متفق ہیں اور حق تعالیٰ و تقدس کی ذات و صفات، شریعت و شریعت انبیاء کے بھیجئے، نزول ملائکہ، وحی کے وارد ہونے اور حجت کی نعمتیں اور روزخ کے دائمی اور ابدی عذاب کے بارے میں ایک ہی بات کہتے ہیں۔ ان کا آپس میں بعض احکام میں اختلاف فروغ سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ہر اولوالعزم پیغمبر پر اس زمانے کے لوگوں کے لیے بعض مناسب احکام نازل فرمائے اور مخصوص احکام سے تکلف کیا۔ احکام شریعہ میں نسخ و تبدیلی حق تعالیٰ کی حکمتوں اور معلکوں کے نعمت ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی صاحب شریعت نبی پر مختلف اوقات میں متعین احکام نسخ و تبدیلی کے طور پر وارد و نازل ہوتے ہیں۔

جن بعض کلمات میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ بزرگ گروہ متفق ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

غیر حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کی نفی۔ اس ذات تعالیٰ و تقدس کے ساتھ شریک کی ممانعت اور مخلوق کے لیے حق تعالیٰ کی ذات پاک کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو رب اور الہ بنالینے کا عدم جواز۔ یہ حکم اور تعلیم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پیروکاروں کے علاوہ کوئی بھی اس دولت و نعمت سے مشرف نہیں ہوا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی نے بھی ایسی گفت گور نہیں فرمائی۔

منکرین نبوت اگرچہ خدا تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں مگر ان کا معاملہ و معامل سے خالی نہیں رہا تو اہل اسلام کی تقلید کے طور پر ایسا کہتے ہیں اور یا واجب الوجود ہونے میں تو اس کو ایک تسلیم کرتے ہیں مگر استحقاق عبادت میں وحدۃ لا شریک نہیں مانتے۔ اور اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ واجب و موجود اور استحقاق عبادت دونوں میں وحدۃ لا شریک ہے۔ لہذا علیہ السلام کا اللہ سے مراد باطل النور کی

عبادت کی نفعی اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی معبودیت کا اثبات ہے۔

دوسری بات جو ان بزرگوں کے ساتھ خاص ہے یہ ہے کہ یہ حضرات دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو بشر ہی کہتے ہیں۔ اللہ اور معبود حق سبحانہ کی ذات کو ہی مانتے ہیں اور ذات کی طرف ہی دعوت دیتے ہیں۔ اور اس ذات سبحانہ کو حلول و اتحاد سے منزه جانتے ہیں۔

لیکن منکرین نبوت کی یہ حالت نہیں بلکہ منکرین کے سرداروں نے تو الوہیت اور خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ حق سبحانہ کا اپنے اندر حلول مانتے ہیں۔ اور استحقاق عبادت اور الوہیت کا نام اپنے آپ پر استعمال کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ تو لا محالہ اس وجہ سے انہوں نے اس کی بندگی سے پاؤں باہر نکال لیے ہیں اور بڑے افعال اور قبیح اعمال میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس طرح ان پر باہمت اشیاء کا راستہ کھل جاتا ہے اور گمان کر لیتے ہیں کہ ان خداؤں کے لیے کوئی چیز ممنوع نہیں۔ یہ جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں سب درست اور بجا ہے۔ تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ تو افسوس ہے ان پر اور ان کے متبعین اور ان کے پیروکاروں پر۔

دوسری بات جس پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات متفق ہیں اور ان کے منکرین اس سے بے نصیب ہیں یہ ہے کہ یہ بزرگ گروہ نزول ملائکہ کا جو معصوم مطلق ہیں اور کچھ تعلق اور آلودگی نہیں رکھتے، فاعل ہے، اور وحی کے امین اور کلام بانی کے حامل ہیں پس یہ بزرگ گروہ جو کچھ کہتا ہے حق تعالیٰ و تقدس کی طرف سے کہتا ہے۔ اور جو کچھ پہنچاتا ہے خدا کی طرف سے پہنچاتا ہے اور ان کے اجتہادی احکام بھی وحی سے موبد ہیں۔ اگر بالفرض ان سے کچھ لغزش ہو جائے تو خدا کے سبحانہ و تعالیٰ فوراً وحی قطعی سے اس کا تدارک کر دیتا ہے۔

اور منکرین کے سردار اور رئیس جو اپنے لیے دعویٰ خدائی کیے ہوئے ہیں جو کچھ کہتے ہیں اپنے پاس سے کہتے ہیں۔ اور اپنے زعم الوہیت کی بنا پر اسی کو ٹھیک اور درست قرار دیتے ہیں۔ تواضع سے کام لینا چاہیے کہ جو شخص کمال بے عقلی کے باعث اپنے آپ کو اللہ کہے اور مستحق عبادت جانے۔ اور اس فاسد اور غلط گمان کے تحت ناشائستہ افعال کا ارتکاب کرے، اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ اور اس کی اتباع اور پیروی پر کوئی بھلائی موقوف ہو سکتی ہے؟

سالیس کہ بخیر از بہار شہید است

سالی کی خوشی اس کے موسم بہار کے دم قدم کو ہے۔

اس قسم کی باتوں کا اظہار بزرگوں وضاحت کے لیے ہے، ورنہ حق یا باطل سے بالکل جدا اور ممتاز ہے۔ اور نورِ خلقت کے مقابلے میں بالکل نمایاں ہے:

كُلُّ جَاءِ الْحَقِّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ہی دلی چیز ہے۔

اے اللہ! ہم کو ان اکابرِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت پر ثابت قدم رکھ۔
بقیۃ المقصود یہ بات ہے کہ سیادتِ پناہ یوں بیہ کمال کو آپ بہتر جانتے ہیں۔ اس بارے میں کچھ لکھنے کی کیا حاجت ہے۔ اتنی بات ہے کہ یہ حقیران کی آشنائی سے کچھ عرصے محظوظ ہے۔ مدت کی بات ہے کہ انہوں نے آستانہ ہوس کا اشتیاق ظاہر کیا تھا۔ لیکن اس دوران ان پر نعمت طاری ہو گیا اور ایک عرصہ تک صاحبِ فرارش رہے ہیں۔ فراغت و صحت کے بعد آپ کی خدمت میں حاضری کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ آپ کی مہربانی کے امیدوار ہیں۔

مکتوب نمبر (۶۴)

سروادری اور زندگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا:

جسمانی اور روحانی لذت اور جسمانی آرام و مسائب برداشت کرنے کی تہذیب اور اس کے

مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں داریں میں بجز تہ سید ثقلین علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات و ائین میں سلامتی اور عافیت نصیب فرمائے۔

دنیا کی لذت اور اس کا الم و دھم ہے: روحانی اور جسمانی۔ ہر وہ چیز جس میں جسم کے لیے لذت ہے روح کے لیے اس میں تکلیف ہے۔ اور جس سے بدن کو تکلیف پہنچے روح کو اس سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ روح اور جسم ایک دوسرے کی نقیض ہیں۔ اور اس جہان میں کہ روح جسم کے مقام میں نزول کر چکا ہے اور جسم و جسمانیات کا گرفتار ہو چکا ہے جسم کے حکم میں ہو چکا ہے جسم کی لذت سے یہ بھی لذت اٹھاتا ہے اور جسم کو تکلیف پہنچنے سے اس کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ حوام کا لانعام کا ہے۔ آیۃ کریمہ:

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنِ
پھر ہم نے اس کو سب نیچوں سے نیچے کر دیا۔

انہی عوام کے حال پر صادق آتی ہے۔

ہزار ہا افسوس اگر مروج اس گرفتاری سے نجات حاصل کر کے اپنے وطن اصلی کی طرف رجوع نہ کرے۔

پایہ آخر آدم است و آدمی گشت محروم از نعمت آدم محرمی
مگر نہ نگر دو باز مسکین زین سفر نیست از صے بیج کس محروم تو
آخری مرتبہ آدم کا ہے، اور آدمی محرم و ازہونے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔ یہ لیکن انسان اگر اس سفر (مشغولی مخلوقات) سے واپس نہ لوٹا تو اس زیادہ محروم اور کوئی نہیں۔

یہ روح کامرض ہے کہ وہ اپنی تکلیف کو لذت گمان کرتا ہے اور لذت کو درد و الم تصور کرتا ہے۔ جس طرح صغریٰ و سراج انسان مرض صغریٰ کے باعث شیشوں جینے کو کڑوا محسوس کرتا ہے۔ تو اہل عقل پر اولاً اس مرض کا ازالہ ضروری ہے۔ تاکہ جسمانی آلام و مصائب کے باوجود اپنی خوش و خرم بسر کریں۔

انہی عیش و عشرت ماضی صد ہزاران جاں باید بافتن
اس عیش و عشرت (رہنج و غم و بیماری میں بھی خوش رہنا) کو حاصل کرنے کے لیے ہزاروں جانیں قربان کرنا پڑتی ہیں۔

اگر اچھی طرح حالات دنیا کا ملاحظہ کیا جائے تو یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اگر دنیا میں رنج و مصیبت نہ ہوتی تو اس کی جو بڑا بھی قیمت نہ ہوتی۔ دنیا کی تانکھیوں کو واقعات و حوادث اگر زائل کر دیتے ہیں۔ حوادث زمانہ کی تلخی کو ہی دوا کی طرح ماضی ہے جس سے مرض زائل ہوتا ہے۔

فقیر کو اس طرح محسوس ہوا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے کی عام کھانے کی دعوتیں کرتے ہیں اور اس میں خلوص نیت ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور دعوت کھانے والوں میں سے بعض لوگ شکوے اور شکایت کی زبان کھولتے ہیں اور طعام و صاحب طعام کا عیب نکالتے ہیں۔ اور دعوت کرنے والا ان کے اس رویے سے دل شکستہ ہوتا ہے۔ اور یہی شکستہ دلی صاحب دعوت کی اس قلت (نیت کی خرابی) کو جو دعوت طعام میں پائی جاتی ہے قبولیت کے مقام میں لے آتی ہے۔ اگر وہ جماعت شکوہ شکایت نہ کرتی، اور اس سے صاحب طعام کو شکستہ دلی لاحق نہ ہوتی تو وہ طعام خللت و کدورت سے پر ہوتا۔ اس صورت میں اس طعام کی قبولیت کے احتمال کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ پس کام کا مار شکستگی اور آوارگی

لے یعنی جب انسان نے کفر اختیار کیا اور اپنی فطرت سلیمہ کو ضائع کر دیا۔ (سورۃ یٰسین پانچواں)

پر ہے۔ اور ہم ناز پرورہ اور عیش و نعمت کے دلداد گمان کے لیے کام پڑا مشکل ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي
میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

نص قلمی ہے۔ اور عبادت تذلّل اور کستگی سے عبارت ہے۔ تو انسان کی پیدائش سے مقصود اس کی عاجزی اور انکساری ہے۔ خاص کر مسلمانوں اور دینداروں کی پیدائش و خلقت کہ ان کے لیے تو دنیا ہے ہی قید خانہ۔ اور قید خانہ میں عیش و آرام تلاش کرنا منتقل سے بیداریات ہے۔ پس آدمی کے لیے محنت و کوشش اور جدوجہد کے بغیر چارہ نہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم پر طاعتوں کو اس حقیقت پر استقامت نصیب کرے۔ آپ کے جد امجد کی حومت سے علیہ و علیٰ آلہ من الصلوٰات انہما ومن التبیات اکملہا۔

مکتوب نمبر (۶۵)

خان اعظم کی طرف صادر فرمایا

مسلمانوں کی بے چارگی اور ضعف اسلام پر غم گھاتے اور اہل اسلام کی تقویت اور شرفی

احکام کے اجراء پر اصرار نے اور غضب دینے کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کی تائید فرمائے اور اسلامی احکام کی بلندی میں آپ کو دشمنان اسلام

پر فتح و نصرت عطا فرمائے۔

مخبر صادق حضور نبی کریم علیہ علی آلہ من الصلوٰات افضلہا ومن التبیات اکملہا نے

فرمایا ہے:

إِلَّا سَلَامًا بَدَأَ عِزِّي وَبَيَّاسِي وَتَسْلِيمًا
اسلام مسافر کی طرح ظاہر ہوا۔ یعنی اسے

کَمَا بَدَأَ أَقْطُوْبِي لِلْعَرَبِيَّةِ
بست کم لوگوں نے پہچانا اور مغربی اپنی

ابتدائی غربت کی طرف لوٹ جاسے گا۔ پس خوشحالی ہے عزیمت کے لیے۔ یعنی اس کی مدد کرنے

لے صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے جو اس باب میں وارد ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

الدُّنْيَا مَبْعِنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ دُنْيَا مُؤْمِنِ كَسَ لِي قَيْدُ خَانَةٍ أَوْ كَافِرِ كَسَ لِي جَنَّةٌ هِيَ الْمَسْمُورَةُ

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مترجم معنی عنہ۔

والوں کے لیے۔ (صحیح مسلم شریف، ابن ماجہ، طبرانی بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 غربت اسلام اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار علانیہ اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی
 مذمت کرتے ہیں۔ اور بے تحاشا کفر کے احکام کا اجرا اور کچھ و بازاریں کفار کی مدح و ثناء کرتے
 پھر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے روک دیا گیا ہے اور احکام شریعت کے
 بجالانے میں ان کی مذمت اور ان پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔

پر ہی تعفت رخ و دیو در کمر شمشیر و ناز

بسوخت عقل ز غیرت گدایں چہ بوالعجبیست

پر ہی تر اپنا منہ چھپاتے رکھے اور شیطان کو شمشیر و ناز دکھائے۔ غیرت کے عقل پر مالتی

ہے کہ یہ کیا عجیب معاملہ ہے۔

سبحان اللہ و الحمد للہ، مقرر ہے کہ الشمس تحت السیف (شرع تلوار کے نیچے ہے)
 اور شرع شریف کی رونق بادشاہین اسلام سے وابستہ ہے۔ یہ جملہ آیت جو پکا ہے اور مسلمین
 انقلاب آچکا ہے۔ (احسن تا، داند اعتبار، وادیلہ)۔ (ہم نے حسرت، ہائے ندامت، ہائے
 افسوس)۔

آج ہم آپ کے وجود شریف کو ہی غنیمت جانتے ہیں۔ اور اس کمزور اور شکست خوردہ معرکہ
 میں مرد میدان صرف آپ کی ذات کو ہی تصور کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہجر منہ نبی کریم اور
 آپ کی بزرگ اولاد کے آپ کا مویہ اور مد و کار جو علیہ و علی آلہ الصلوٰات و التسلیما ت
 و التحیات و البرکات۔ ایک حدیث میں وارد ہے:

لَنْ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ كَرِهَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّهُ

بَحْرٌ مِمَّنْ سَمِعَ رِوَايَةَ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ

آج وہ جنوں جس کا مٹی اسلامی غیرت ہے آپ کی طبیعت میں محسوس ہو رہا ہے۔ الحمد
 للہ علی ذلک۔ یہ وہ دن ہے کہ بالکل تقوٰی کے عمل کو عظیم ثواب اور پوری اہمیت کے ساتھ
 قبول فرماتے ہیں۔ ہجرت کے سوا اصحاب کسب کا کوئی عمل نمایاں نہیں۔ مگر دیکھ لو کہ اس کا کس قدر
 اعتبار اور لحاظ کیا گیا ہے۔ یہاں ہی دشمنوں کے غلبے کے وقت تقوٰی سے تڑپ کر رہیں تو اس کی تائید

۱۔ حسن حسین، ابن جابر، احمد، ابویعلیٰ و ابن سنی بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باختلاف سیر ۱۲ ترجمہ معنی مند

کے سکوں اور امن کے وقت کی نسبت بہت زیادہ قدر مہوتی ہے۔ اور یہ قولی جہاد جو اس وقت آپ کو میرے جہاد اکبر ہے اس کو غنیمت جانیں۔ اور ہل میں قزند کا نعرہ لگائیں اور زبان کے اس جہاد کو جہاد قتل سے بہتر جانیں۔ ہمارے جیسے بے دست و پا فقرا اس دولت سے محروم ہیں۔

هَيْثُ لَا رِيَابَ النَّعِيمِ نَعِيمُهَا وَلِلْعَاشِقِ الْمُسْكِينِ مَا يَفْخَرُ
نعت داروں کو نعمتیں گوارا ہیں۔ اور عاشق مسکین کے حصے وہی ہے جو وہ غم و اندوہ کے ٹھوٹے سے آزاد رہا ہے۔

داویم ترانہ مخفی مقصود نشان
گر از سیدیم تو شاید برسی
ہم نے تجھے مقصود کے عزائے کا نشان بتا دیا ہے۔ اگر ہم نہیں پہنچ سکے تو شاید تو ہی اس تک پہنچ سکے۔

حضرت خواجہ احوار قدس اللہ تعالیٰ سرور فرمایا کرتے تھے: اگر میں پیری مریدی کیوں تو کسی بھی پیر اور شیخ کو جہان میں مرید نہ لے سب کو میں ہی اپنی طرف کھینچ لوں۔ مگر میرے قسے ایک دوسرا کام لگا گیا ہے۔ اور وہ شریعت کی ترویج اور ملت اسلام کی تائید و تقویت ہے۔ اس بنا پر آپ سلاطین و قس کے پاس تشریف لے جاتے اور اپنے تصرف سے ان کو اپنا مطیع بنا لیا اور اس فریب سے شریعت حق کی ترویج فرماتے۔

آپ سے التماس ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں آپ کو اس بزرگ خانوادہ (مشائخ نقشبندیہ) قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے ساتھ محبت و عقیدت کی برکت سے آپ کی باتوں میں اثر بخشا ہے اور آپ کی عظمت مسلمانوں کو آپ کے معصروں کو لپٹا لیا اور ظاہر کر دیا ہے تو سعی اور کوشش کریں کہ اہل کفر کی بڑی بڑی کافرانہ باتیں جو اہل اسلام میں پھیل چکی ہیں ویرانی کا شکار ہو جائیں اور بٹ جائیں اور اہل اسلام خلافت شریعہ امور سے محظوظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس سے پہلی بادشاہی میں تو دین مصلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عناد اور مخالفت سرکے محسوس ہوتی تھی۔ اس بادشاہی میں ظاہر خانوادہ عناد محسوس نہیں ہوتا۔ اگر ہے بھی تو عدم علم کے باعث ہے لیکن اس بات کا ڈر ہے کہ اب بھی معاملہ عناد تک نہ پہنچ جائے اور مسلمانوں کا معاملہ زیادہ اچھا ہو یا اللہ کے تصرف کے منکران الفاظ پر غور فرمائیں۔ مخرج حقیقہ۔

تنگ ہو جائے۔ ج

چونکہ بید پر سربراہان غرض میں لرزم

میں اپنے ایمان کے بارے میں دہشت بید کی طرح کانپ رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور سید المرسلین علیہ السلام کی الصلوات والتسلیمات کی متابعت و پیروی پر ثابت قدم رکھے۔

فقیر ایک تقریب کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔ آپ کو اپنی آمد سے بے خبر رکھنا مناسب خیال نہ کیا، اور یہ بھی مناسب نہ جانا کہ بعض مفید اور نافع باتیں آپ کو نہ لکھے۔ اور طبعی محبت سے جو بندہ کو فطری مناسبت کے طور پر آپ سے ہے واقف نہ کرے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّ أَخَاهُ فَلْيُعَلِّمْهُ
جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے محبت رکھتا
ہو تو چاہیے کہ اسے بتا دے۔

آپ پر اور تمام متبعین ہدایت پر سلامتی کا نزول ہو۔

مکتوب نمبر ۶۶

یہ مکتوب بھی خان اعظم کی طرف صادر فرمایا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی مدح و ثنا اور اس طریقہ کی طریقہ

صحابہ کرام ان کے صاحب اور ان پر صلوٰۃ و سلام کے ساتھ مناسبت اور صحابہ کرام کی باقی تمام وسوسہ

پر افضلیت کے بیان میں، اگرچہ وہ اویس قرنی یا عمر بن عبد العزیز مروانی ہی کیوں نہ ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی اٰیۃِہِ وَاٰلِہٖمُ السَّلَامُ

حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ سرہم کا طریقہ نہایت کے ابتداء میں اندراج

پر مبنی ہے۔ اور یہ طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں

صحابہ کرام کو حضور سرور عالم علیہ السلام الصلوات والتسلیمات کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ

میسر آگیا کہ اولیاء امت کو نہایت نہایت میں جا کر اس کمال کا تھوڑا سا حصہ لے آتا ہے۔ لہذا

لے مسند احمد، ادب المفرد، البخاری، ترمذی، ابن حبان و دیگر

وحشی رحمۃ اللہ علیہ قائل حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے ایک ہی مرتبہ ابتدائے اسلام میں صحبت سداوین و آخرین علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا شرف نصیب ہوا۔ اور اس قرنی سے جو غیر ائمہ میں ہے افضل قرار پایا۔ اور وحشی کو حضور خیر البشر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی اولیٰ صحبت میں جو کچھ میسر آیا، اور اس قرنی کو اپنی خصوصیات کے باوجود انتہاء میں میسر نہ ہوا۔ تو لازمی طور پر زمانوں میں بہترین زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔ کلمہ شائع نے دوسروں کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ اور ان کے درجے کی دوسری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک قدس سرہ سے سوال کیا: "امیر معاویہ افضل میں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟" تو آپ نے جواب دیا: "وہ عمار جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی مرتبے عمر بن عبدالعزیز سے افضل و بہتر ہے۔ تو ناچار ان حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذہب قرار پایا۔ اور اس طریقہ (نقشبندیہ) عالی کی فضیلت و بزرگی دوسرے تمام سلسلوں پر صحابہ کرام کے زمانے کی دوسروں کے زمانہ پر فضیلت کی طرح مضبوط دلائل سے ثابت ہو چکی ہے۔"

وہ جماعت جسے آغاز ہی میں کمال فضل سے حصہ عطا کر دیا گیا ہو ان کے کمالات کی حقیقت پر دوسروں کا مطلع اور آگاہ ہونا مشکل ہے۔ ان کی نہایت تمام دوسروں کی نہایت سے فائق و اعلیٰ ہے۔ ج

قیاس کن زنگستان من بہار مرا

میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کی اچھائی کا اندازہ کر لو

۱۔ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير امتي قربي ثم الذين يليونهم ثم الذين يليونهم۔ (بخاری ومسلم)	حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین امت میرے معاصر ہیں۔ ان کے بعد بہترین وہ لوگ ہیں جو میرے زمانہ ان سے قریب ہے۔ پھر ان کے بعد بہترین وہ لوگ ہیں جن کا زمانہ ان سے متصل ہے۔
---	---

ترجمہ: کلمہ نے جو اس حدیث میں وارد ہوا ہے دوسروں کے کام کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ جس طرح تاخیر زمانہ کے لیے آتا ہے خواصی مرتبہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

سلسلے کے تحت استاذیہ تدریس پیدائش

یعنی سال کی عمر اس کی چار کے باعث ہے۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند فرماتے تھے ہمارا سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بھروسہ بنی قرشی علیہ علی آلہ من الصلوٰات افضلنا ومن التقیات اکملنا ہمیں اور تمہیں ان اکابر سے دوستی رکھنے والوں اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والوں میں سے کرے۔

مکتوب نمبر (۶۷)

ایک محتاج آدمی کی سفارش کے بارے میں خان خاناں کی طرف دعا در فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ظاہر بالہما حضور سید المرسلین علیہ علی آلہ الصلوٰات والتسلیمات کی متابعت پر ثابث و قائم رکھے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جو اس پر آمین کہے۔
دو ضروری اور اہم کام بے اختیار آپ کو تکلیف دینے کا باعث بنے ہیں۔ ایک رنج و آزار کا گمان رفع کرنے کا اظہار۔ بلکہ آپ سے دوستی اور اخلاص کا ہونا۔ اور دوسرا ایک محتاج آدمی کی محتاجی کی طرف اشارہ جو فیضیات اور نیکی سے آراستہ ہے اور معرفت و شہود سے مزین ہے جو نسب کے لحاظ سے کریم اور حسب کے اعتبار سے شریف ہے۔

مخدوم گرامی! اظہار حق میں قدر سے تلخی ضرور ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ تلخی زیادتی اور کمی کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ بہت ہی بلند حوصلے والا سادہ منہ ہونا چاہیے جو اس تلخی کو شہد کی طرح پی جائے اور ہل من مزید کہتا ہوا آگے بڑھے۔ حالات کا اختلاف امکان کی صفت کے لوازمات میں سے ہے۔ وہ جماعت جو تکنیک و الطینان کے مقام تک پہنچی ہے دراصل تمیز و اختلاف اس کی طبیعت و سرشت میں بھی ہوتا ہے۔ لیکن بے چارہ کبھی صفات جلالیہ کے غلبے کے نیچے مغلوب ہوتا ہے اور کبھی اس پر صفات جمالیہ کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ نیز یہ ممکن کبھی قیصر کا محل ہوتا ہے اور کبھی بسط کے مقام میں ہوتا ہے۔ اور ہر موسم و وقت کے احکام و تقاضے جدا ہوتے ہیں کل وہ تھا آج یہ ہے۔ حدیث میں ہے:

اصابع الرحمن، یقلبہا کیف یشاء۔ ہے ماسے جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے۔

والسلام۔

مکتوب نمبر (۶۸)

یہ مکتوب بھی خان خانان کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ دولت مندوں کو تواضع اور انکساری زیب دیتی ہے اور فقراء کو بے نیازی
الخیر فیما صنع اللہ سبحانہ۔ بہتری اور طراسی میں ہے جو اللہ سبحانہ کرے۔

مخدوم گرامی اسے

من آنچه شرط بلاغ است با تو میگویم
نزخواہ از منم پسند گیر و خواہ ملال!

تبلیغ کی شرط کے تحت جو کچھ ہے وہ میں نے تجھے کہہ دیا ہے۔ آگے میری باتوں سے قیمت حاصل
ہو یا رنج و ملال۔ (وہ تو جانے)

آپ کے تعینوں خطوط سے بے نیازی ہی شکیبی تھی۔ اگرچہ آپ کا مقصود تواضع تھا، مگر
آخری خط میں یوں تحریر تھا:

”بعد الحمد والصلوة عرض ہے کہ اس عبارت میں اچھی طرح غور کریں کہ اسے کہاں
لکھا جائے۔“

یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے فقراء کی خدمت بہت کی ہے۔ لیکن ساتھ ہی فقراء کے آداب
کا لحاظ بھی ضروری ہے تاکہ اس پر غرور اور تعجب برآمد نہ ہو۔ اور اس کے بغیر تو خاردار درخت پر ہاتھ
پھیرنے والی بات ہے یعنی کچھ فائدہ نہیں۔ ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے متقی لوگ
تکلف سے بری ہیں لیکن تنکبروں کے ساتھ تکبر کو نا بھی ایک قسم کا صدقہ اور نیکی ہے۔ حضرت خواجہ
نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ کو ایک شخص نے تنکبر کہا۔ آپ نے فرمایا میرا تکبر خدا کے لیے ہے
اس گروہ فقراء کو ذیل غور خیال نہ کریں۔ کیونکہ حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:

رُبَّ أَشْعَثَ هَذُ فُجُورٍ بِالْأَكْبَابِ
بہت سے پالندہ ہاں اگر وہ اکروہ و دوازدوں سے

۱۵ مشکوٰۃ شریف، بحوالہ مسلم۔

لَوْ اَصْنَعُ عَلَى اللّٰهِ الْاِسْرَافَ - دیکھ لے جانے والے راطن میں ایسا بند نظام

رکھتے ہیں، اگر خدا پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرتا ہے۔

اند کے پیش تو گفتیم عجم دل تر سیدم

کہ دل آزرده شوی و نہ سخن بسیار است

میں نے تیرے سامنے اپنا جزم دل بست تو حشر کیا ہے کیا ہے میں و تباہوں کہ تو دل آزرده ہوگا و نہ
بہتیں بہت ہیں۔

آپ کے عزیز و دوستوں اور مخلصوں کو چاہیے کہ سچائی اور حقیقت معاملہ کو سامنے رکھیں۔
اور جو کچھ آپ تک پہنچائیں صحیح اور درست پہنچائیں۔ اور جو شور و بھی آپ کریں اس میں آپ کی بھلائی
کو نظر رکھیں، اپنی اغراض اور مصلحتوں کو سامنے نہ رکھیں کہ یہ مراسر خیانت ہے۔

بعض منافع اس سفر کے آپ کے لیے علت خالی کی حیثیت رکھتے تھے (مگر کیا کیا جاتے)۔
اس عالم اسباب میں آپ کے دوستوں اور مخلصوں نے آپ کو نہ چھوڑا (ناکہ وہ منافع آپ تک پہنچتے)
اس طرف سے کوتاہی کا خیال نہ کریں، اگرچہ یہ مقدمات (باتیں) سچی تھیں۔ لیکن آپ کی خوشامد و
چاپلوسی کرنے والے بہت ہیں آپ اسی پر اکتفا کریں۔ فقرائے آشنائی اور ملاقات سے قصور
یہ ہے کہ انسان اپنے پوشیدہ عیوب اور مخفی کمینہ حرکات سے واقف اور مطلع ہو یہ بات ذہن
میں رکھیں کہ اس قسم کی باتوں سے آزار اور تکلیف دینا مقصود نہیں، بلکہ یہ باتیں خیر خواہی اور لبرائی
کے طور پر ہیں۔ آپ یقین کریں۔

خواجہ محمد صدیق اگر ایک روز پہلے آجاتا تو احتمال تھا کہ بندہ اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں
لے آتا۔ مگر وہ تو سر ہند کے راستے میں لا۔ لہذا معذور بنائیں۔

الخیر قیامہ اللہ سبحانہ۔ بتری اسی میں ہے جو خدا تعالیٰ کرے۔

مکتوب نمبر (۶۹)

اس بیان میں کہ قرائع و اہلین کی بلندی کا باعث ہے۔ نیز اس بیان میں کہ سخات فرقد نامیہ

الی سنت و جماعت کی نہایت سے وابستہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

الغاث نامہ گرامی جو آپ نے بلوچ عزیز مولانا محمد صدیق کے ہمراہ روانہ کیا تھا، موصول ہوا۔ آپ نے کرم فرمایا۔ جو انکہ اللہ سبحانہ حنا خیر الجزاء۔

چونکہ آپ نے فقرائے آداب کا لحاظ رکھا ہے اور باتوں میں قراضع اختیار کی ہے۔ اس کے مطابق
مَنْ كَوَّاهُ بِاللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ
جو اللہ کے لیے قراضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے

بندی و رفعت عطا کرتا ہے۔

امید ہے کہ آپ کا یہ عجز و قراضع آپ کی دینی و دنیوی رفعت کا سبب بنے۔ بلکہ بن چکا ہے۔ آپ کو بشارت ہو چرنگہ آپ درمیان میں رجوع اور ثابت کے الفاظ لے آئے ہیں اس لیے یوں تصور کریں کہ آپ کا یہ رجوع درویشوں میں سے کسی درویش کے ہاتھ پر واقع ہو چکا ہے لہذا اچھے نتائج و ثمرات کے منتظر رہیں۔ لیکن حتی الامکان درویشوں کے حقوق و آداب کا لحاظ ضرور رکھیں۔

وصیتوں اور نصیحتوں میں سے کیا لکھے۔ اور علوم و معارف کا کیا اظہار کرے۔ علماء مجتہدین اور صوفیہ محققین شکر اللہ تعالیٰ سبعم نے بسط و تفصیل کے ساتھ سب کچھ لکھ دیا ہے۔ کوئی کمی باقی نہیں چھوڑی۔ اور اس کم مایہ بند سے کی تحریرات کا کچھ حصہ بھی ظاہر آپ کے دوستوں نے آپ کی خدمت میں پہنچا دیا ہے۔ آپ کی نظر شریف سے گزر چکا ہو گا۔

مختصر یہ کہ نجات کا راستہ اہل سنت و جماعت کی متابعت ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس گروہ کو اور زیادہ کرے)۔ اقوال میں بھی، افعال میں بھی، اور اسما و مفردات میں بھی۔ کیونکہ نجات پانے والا فرقہ صرف ایسی ہے۔ باقی تمام فرقے نوال اور ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں۔ آج کسی کے علم میں یہ بات آئے یا نہ آئے۔ لیکن کل (قیامت) کو ہر ایک جان لے گا۔ مگر اس وقت جاننا بے سود ہو گا۔

اسے اللہ اس سے قبل کہ موت آکر ہمیں جگائے اور ہوشیار کرے اس وقت بیداری اور ہوشیاری کی نعمت نصیب فرما۔

بیاد تائب سید ابراہیم آپ کے بلند آستانہ سے ہمیں غلطی و نسبت رکھتا ہے اور آپ کے لئے ابراہیم نے طبرستان اسد حسن کے ساتھ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔
”وہ محفوظ است پیش از ایوان“۔ ترجمہ معنی عنہ۔

آج فقہ اور گروہی کے تاریک دور میں اہل اسلام پر لازم ہے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے مسلک حق اہل سنت و جماعت پر قائم و ثابت رہیں۔ نجات یافتہ گروہ صرف یہی ہے۔ دوسرے تمام فرقے اسی نعمت و سعادت سے محروم ہیں۔ ترجمہ معنی عنہ۔

دعا گوئی میں شامل ہے۔ آپ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ اس کی دستگیری فرمائیں۔ کہ اس نظر اور بڑے بڑے کے وقت اپنے اہل و عیال میں فراغت و سکون سے اپنا وقت گزاریں اور آپ کے لیے دونوں جہان کی سلامتی کی دعائیں مشغول رہیں۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۱۷)

اسی بیان میں کہ انسان کی جامعیت راہ راست سے اس کی دوری کا سبب بن جاتی ہے جس طرح یہی جامعیت اس کے قرب کا سبب ہے۔ اور اس کے مناسب امور رکھ بیان ہیں۔ یہ مکتوب بھی خان خانان کی طرف صاف دست دیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو شریعت حقہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتمیۃ کے طریقہ پر قائم و ثابت رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر بھی رحم فرمائے جو اس پر آمین کہے۔ انسان کے لیے اس کی جامعیت جس طرح خرب حق، بزرگی اور فضیلت کا موجب ہے اسی طرح اسے گمراہ اور جاہل رکھنے کا سبب بھی ہے۔ قرب کا سبب تو اس طرح ہے کہ انسان کا شیشہ فطرت سب مخلوق کی نسبت کامل تر ہے۔ اور تمام اسماء و صفات بلکہ تجلیات ذاتیہ کے ظہور کی قابلیت بھی اس میں ہے۔ حدیث قدسی:

میری رحمت میں رکھتے نہ میری زمین اور نہ میرا
آسمان بلکہ میری رحمت و گنجائش میرے بند
مومن کا دلی رکھتا ہے۔

میں اسی بیان کی طرف اشارہ ہے۔

اور راہ راست سے اس کی دوری کا سبب جہان کی ہر شے کی طرف اس کا احتیاج ہے۔ کیونکہ انسان کے لیے ہر چیز درکار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین میں سب کچھ تمنا کے لیے
خلق لکم فی الارض جمیعاً۔ پیدا کیا ہے۔

الحمد للہ العظیم الطہرانی، دیلمی و مسند الفردوس بروایت النبی رضی اللہ عنہ۔ و امام احمد از وجہ ہر شے
بالفائز حضرت۔

اس احتیاج کے سبب اسے ہر شے میں گرفتار ہونا پڑتا ہے۔ اور یہی گرفتاری اس کے بند اور اسے گمراہ کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔

پایہ آخر آدم است و آدمی گشت محروم از مقام عمری
گردہ گرد باز مسکین زیر سطر نیست از وسعے پیکس محروم تر

انسان بندی کے سب سے آخری مرتبہ یہ ہے لیکن انسان محروم رہنے کے مقام سے محروم ہو چکا ہے۔ اگر یہ مسکین اس گرفتاری (شیام) کے سفر سے واپس نہ لوٹا تو پھر اس سے زیادہ کوئی بھی محروم نہیں پس تمام موجودات میں بہترین بھی انسان ہی ہے۔ اسی نوع انسانی میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں جو رب العالمین کے حبیب ہیں۔ اور آسمانوں اور زمینوں کے رب کا دشمن ابوجہل۔ لیکن بھی اسی نوع میں سے ہوا ہے۔ تو لازمی بات ہے کہ جب تک انسان کو تمام گرفتاریوں سے نجات میسر نہ آئے سب محبوب و تقاضے سے منہ زوات بحت حق فعال کی گرفتاری اور اس سے وابستگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ غیر حق میں گرفتاری خرابی ہی خرابی ہے لیکن بقاضائے حال لا یدون کلمہ لا یتوک کلمہ (جو چیز پوری طرح حاصل نہ ہو سکے اسے بالکل ہی ترک نہیں کرنا چاہیے) پس روزہ زندہ صاحب شریعت علیہ السلام الصلوٰۃ والتعمیر کی اتباع کے موافق بسر کرنا چاہیے۔ کیونکہ عذاب آخرت سے نجات اور دائمی نعمتوں (جنت) کا حصول اسی اتباع کی سعادت سے وابستہ ہے۔

پس بڑھنے والے مال اور چکر پیٹ بھرنے والے پوشیموں کی زکوٰۃ کا حق ادا کرتے رہیں۔ اور اس ادا سے زکوٰۃ کو اموال اور پوشیموں میں دل نہ لگانے کا وسیلہ بنانا چاہیے۔ اور لذت کھانوں اور نفسی مہوسات میں غفلت غوطہ خاں نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ کھانے پینے کی اشیاء میں ادا سے طاعات کی نیت کے سوا اور کچھ نیت نہیں ہونی چاہیے۔ اور نفسی لباس مطلقاً آیت

خُذُوا زِينَتَكُمْ حَيْثُمَا كُنْتُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ یعنی اختیار کرنا اپنی نیت ہر مسجد یعنی ہر نماز کے وقت۔

حکم ربی کی زینت کے تحت چننا روا ہے۔ اور کوئی نیت نہیں ہونی چاہیے۔ اور اگر حقیقت میں آئے ترک کف سے یہ نیت دل میں لانی چاہیے:

فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ فِتْنَةٌ اگر روزانہ آنے تو روکنے کی شکل ہی بنا۔

سہ پارہ و لوازمات (۱) سورۃ اعراف۔

سہ شرح السنہ بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور ہمیشہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا اور تضرع کرتے رہنا چاہیے تاکہ حقیقت نیت نصیب ہوا اور تکلف سے نجات ملے۔ ۷۷

میں تو اندک و ہذا شک مرا عین قبول! آنکہ دُرِ ساختہ است قطرہٗ بارانی را
مکن ہے کہ وہ ذات میرے آنسوؤں کو شبنم قبول کے شرف سے ناز دے جس نے بارش کے قطر
کو موتی کی صورت عطا کر دی ہے۔

اسی طرح تمام کاموں میں ان دیندار علماء کرام کے فترتی کے مطابق جنہوں نے عزیمت کا راستہ
اختیار کر رکھا ہے اور شخصیت سے اجتناب کرتے ہیں زندگی بسر کرنا چاہیے۔ اور اس کو نجات اُخروی
ابدی کا وسیلہ قرار دینا چاہیے:

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدَايِكُمْ حَتَّى
تَشْكُرُوا لَهُ وَ اَمْتَهُ
اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب کیوں دے گا جبکہ
تم لوگ شکر گزار و مومن بنو۔

مکتوب نمبر (۱۷)

یہ مکتوب مرزا داراب ابن خاں خانان کی طرف سادہ فرمایا۔

اس بیان میں کہ نعمتوں سے الامال انسان پر نعمت فرمانے والے رب تعالیٰ کا شکر ادا
کرنا واجب و ضروری ہے۔ اور شکر کی ادائیگی صرف احکام شریعت کی بجا آوری کی صورت
میں ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری تائید و نصرت فرمائے۔

نعمت والے پر نعمت عطا کرنے والے رب تعالیٰ کا شکر اذروئے عقل و شرع ضروری ہے۔ اور
یہ بات بھی معلوم ہے کہ شکر کا وجوب نعمتوں کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے۔ پس جس قدر نعمتیں زیادہ ہوگی
شکر کا وجوب بھی زیادہ ہوگا۔ تو دولت مندوں پر ان کے درجات کے مطابق فقراد کی نسبت کئی درجے
شکر کی ادائیگی ضروری ہے۔ لہذا اس اُمت کے فقراد اختیار کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت
میں پہلے جا میں گئے۔

اور نعمتیں عطا کرنے والے رب تعالیٰ کے اداسے شکر کا پیلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ

لے بارہ و المحصنت (۵) سورتہٗ نساء۔

ناجیہ اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق صحیح اور درست نہ گئے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کے مجتہدین کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجالاتا رہے۔
تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ گروہ صوفیہ کے سرگ کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ اور تزکیہ کرے۔
اس آخری رکن کا وجوب درجہ استحسان میں ہے۔ بخلاف پہلے دو رکنوں کے۔ کیونکہ اصل اسلام پہلے دو رکنوں کے ساتھ وابستہ ہے، اور کمال اسلام تیسرے رکن سے متعلق ہے۔ اور وہ عمل جو ان تین ارکان کے خلاف ہے، اگرچہ ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ کی جنس سے ہو، معصیت، نافرمانی اور حق تعالیٰ کی ناشکری میں داخل ہے۔

ہندو برہمنوں اور فلاسفہ یونان نے کیا کم ریاضتیں اور مجاہدے کیے ہیں، لیکن چوگان کی بیاضیں انبیاء کرامؑ میں سب افضل بنیٰ خصوصاً اور باقی پر عموماً اللہ تعالیٰ کی رستوں اور سلامتیوں کا نزول ہوا کی شریعتوں کے مطابق واقع نہیں ہوئیں، اس لیے سب مردود ہیں، اور یہ لوگ نجات آخری سے محروم ہیں۔
تو قرآن مجید سے سردار و مولیٰ اور مجاہد سے گناہ بخشوائے والے اور عمار سے دلوں کے طبیب حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی متابعت اور پیروی لازم و ضروری ہے۔

مکتوب نمبر ۲۷

خواجہ جہاں کی طرف صاف فرمایا۔

اس بیان میں کہ دین و دنیا دونوں کو جمع کرنا دشوار و مشکل ہے، پس طالب آخرت کے

لیئے ترک دنیا کے بغیر چار و شبیں سادہ اگر ترک حقیقی میسر نہ آئے تو کم از کم ترک علمی تو ضرور ہونا چاہیے، اور اس کے

مناسب امر کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور عافیت عطا فرمائے۔

مَا أَحْسَنَ الدِّينَ وَالْ دُنْيَا لِمَا جُمِعَا کیا ہی اچھا ہوتا اگر دین و دنیا دونوں کو جمع کر لیں

دین و دنیا دونوں کو جمع کرنا دو ضدوں کے جمع کرنے کے قبیحہ میں سے ہے، پس طالب آخرت کے

لیئے دنیا کو چھوڑنا ضروری ہے، اور جب اس وقت حقیقی ترک دنیا میسر نہیں بلکہ مشکل ہے، تو کم از کم

ترک علمی و صوری تو ضرور ہونا چاہیے۔

اور ترک حکمی سے یہ مراد ہے کہ نبوی اُمم میں بندہ روشن شرع کے تقاضوں کے مطابق اس کے احکام کی پابندی کرے۔ اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں حدود و شریعیہ کی رعایت ملحوظ رکھے اور ان حدود سے تجاوز کرنے کو روا اور جائز نہ رکھے۔ اور سونے چاندی اور مال تجارت وغیرہ اور پوشیدوں میں نصاب مکمل ہونے کی صورت میں قرعہ زکوٰۃ ادا کرے۔ جب احکام شریعیہ کی ادائیگی کے ساتھ انسان مزین و آراستہ ہو گیا تو دنیا کی معذرتوں سے نجات حاصل ہو گئی۔ اور دنیا آخرت کے ساتھ جمع ہو گئی۔ اور اگر اس طرح کا ترک حکمی بھی میسر نہ آئے تو ایسا شخص بحث سے خارج ہے اور منافق کے حکم میں ہے جو صرف صورت ایمان رکھتا ہے۔ اور منافق کا ایمان آخرت میں کچھ نفع نہیں دے گا۔ ایسے آدمی کے ایمان کا نتیجہ اور ثمرہ صرف اس قدر ہے کہ دنیا میں اس کے مال اور اس کی جان کا تحفظ ہو جاتا ہے۔

من آنچه شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواه از خشم پسند گیر و خواه ملال!

شرط تبلیغ کے تحت جو کچھ میرے ذمے تھا وہ میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے۔ آگے میری باتوں سے تجھے چاہے نصیحت حاصل ہو چاہے رنج و ملال۔

دیکھیے! کون صاحب دولت ایسا نکلتا ہے جو اس دنیوی کردار اور ان لوگوں چاکروں اور ان لذیذ و چرب کھاؤں اور لباس ہائے فاخرہ و امیرانہ کے باوجود کلمہ حق قبول کر لینے والے کاڑوں کے ساتھ سنتا ہے۔

گوشش از بار در گراں شد است نشود ناله و فغان مرا

اس کے کان میں توبہ کی بوجھ سے بھاری ہو چکے ہیں۔ لہذا میرے نالہ و فغان کو کہاں سن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمیں سب کو شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والعتیقہ کی متابعت کی توفیق عطا کرے۔

باقی ایک لائق گزارش بات یہ ہے کہ میاں شیخ ذکر تاجو پہلے عہدہ تحصیلداری پر فائز تھا آج کل محبوس اور بند ہے۔ شرمی اعمال کے باعث مدت سے قید خانہ میں بند ہے۔ ضعیف پیری تنگی معاش اور قید خانہ میں عرصہ سے پڑا رہنے کی وجہ سے بالکل تنگ اور پریشان ہے۔ اس نے مجھے لکھا تھا کہ لشکر میں مگر میری رہائی کی کوشش کریں۔ راستے کی لمبی مسافت وہاں تک آنے میں مانع ہوئی۔ بلا درعوزیر خواجہ عہد صادق آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ ضرورت کے ان چند کلمات کی تکلیف دی ہے۔

امید ہے کہ اس پرشے اور ضعیف شخص کے بارہ میں توبہ عالی کریں گے کیونکہ وہ عالم بھی ہے۔ اور اسے
ضعف پیری بھی لاحق ہے۔ وَالسَّلَامَةُ اَوَّلًا وَاٰخِرًا۔

مکتوب نمبر (۷۳)

دلیا اور اہل دنیا کی خدمت اور غیر نفع مند علم کے حاصل کرنے کی بڑائی اور فتنوں و مباحات سے بچنے
اور خاصہ عقوبت و پوائی میں خیرات اور اعمال صالحہ کی ترغیب و تحریر ہیں۔
تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا

ختم سبحانہ و تعالیٰ روشن شریعت مسطوفہ علیہ علیہ ساجدات الصلوات والتسلیمات والتقیات الابدیہ و
التردید کے طریقہ پر استقامت نصیب فرمائے۔

اسے فرزند! دنیا آزمائش اور ابتلا کا مقام ہے۔ اس کے ظاہر و مخفیات طبع سازبوں اور زمینوں سے
آہستہ اور مزین کیا گیا ہے۔ اس کی صورت کو مہر و مہر خال و خطا اور زلف و رخسار سے خوبصورت کیا گیا
ہے۔ دیکھنے میں شیریں اور طراوت و نازکی کا خیال آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں عطر لگا ہوا مردار اور مسموم
اور کیموں سے بھرا موٹھی خانہ اور آبِ قماریت اور تہہ سے لبریز شکر ہے۔ اس کا باطن صراحتِ خراب اور
ابتر ہے۔ اس کا معاملہ اپنے طالبوں کے ساتھ اس گندگی اور غلاظت کے ساتھ جس قدر تم پر با خیال کر سکتے
ہو اس سے بھی بدتر ہے۔ اس دنیا پر فریفتہ ہونے والا دیوانہ اور مسرور جاو کیا ہوا ہے۔ اس کا گرفتار
جمنون اور فریب خوردہ ہے۔ جو اس کے ظاہر پر فریفتہ ہو گیا اور نقصان ابدی کے ساتھ واقف ہو گیا۔
جس نے بھی اس کی علالت و طراوت پر نظر کی دائمی ندامت و شرمندگی اس کے حصہ میں آگئی۔ ہر روز کا
عیب رب العالمین علیہ علیہ الصلوات والتقیات نے فرمایا ہے:

مَا لَكَ يَا اَخِيَّةُ الْاَصْحَابِ
اِنْ رَضِيتَ اِحْدَاهُمَا سَخِطْتَ
اِلٰهُهُمَا
یعنی دنیا اور آخرت دو سوگونوں کی طرف ہیں۔
اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض
ہوتی ہے۔

تو جس نے دنیا کو راضی کیا اس سے آخرت ناراض ہو گئی اور آخرت کی نعمتوں سے بے نصیب ہو گیا۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں دنیا اور اہل دنیا کی محبت سے پناہ میں رکھے۔

سہ اسماء حاکم، طبرانی اور ابن حبان بالفاظ مختلفہ۔

اسے بیٹے! تو کچھ جانتا ہے کہ دنیا کیا چیز ہے؟ دنیا وہ چیز ہے جو تجھے خدا تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے۔ لہذا میری، اولاد و مال و جاہ، سرداری اور سر و لعب اور لایعنی چیزوں میں اشتغال سب دنیا میں داخل ہے (اگر خدا سے دور کر دے)۔ وہ علوم جو آخرت میں کام نہیں آئیں گے، وہ بھی دنیا میں داخل ہیں۔ اگر علم نجوم، منطق، ہندسہ اور حساب وغیرہ بے فائدہ علوم کا حاصل کرنا کارآمد چیز جو تیری تو فلاح اہل نجات میں سے جو تھے۔

عقود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

عَلَامَةُ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ
اَللّٰهُ اَعْلَمُ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ
اَللّٰهُ اَعْلَمُ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ الْعَالِمِ

ہر چیز جو عشقِ خدا کے احسن است

گرشکر خوروں برد جانِ کندن است

خدا کے احسن کے عشق و محبت کے سوا جو کچھ بھی ہے چاہے شکر ہی کیوں نہ لکھائی جائے اس میں بھی جان کی ہلاکت ہی ہے۔

اور وہ جو گنا گیا ہے کہ نماز کے اوقات علوم کرنے کے لیے علم نجوم دیکھا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس علم کے بغیر اوقات نماز کی پہچان نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اوقات نماز پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ علم بھی ہے۔ ایسے بہت لوگ ہیں جو علم نجوم بالکل نہیں جانتے لیکن نماز کے اوقات ماہرین نجوم سے بھی بہتر جانتے ہیں۔ اسی کے قریب وہ وجہ ہے کہ جو علم منطق اور حساب وغیرہ جن کی بعض علوم شریعہ میں ضرورت پڑتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہت سے تعلقات اور تعلقات اختیار کر کے ان علوم میں مشغول ہونے کا جو اہل فطرت ہے۔ ان علوم کے پڑھنے اور حاصل کرنے سے اگر مقصود صرف احکام شریعہ کی معرفت اور علم کلام کی دلیلوں کی تقریرت ہو تو صرف اس قصہ کے تحت ان علوم کے حصول کا جواز ہے۔ ورنہ ان کی تحصیل اور ان کا پڑھنا پڑھانا جائز ہی نہیں۔ انصاف کرنا چاہیے کہ اگر ایک امر مباح کا ارتکاب بہت سے واجب امور کے فوت ہو جانے کا باعث بنتا ہو وہ حد جواز سے خارج ہو جائے گا یا نہیں یعنی ضرورت کے عادت دینی فرماتے ہیں: چھینٹ دینا از خدا غافل شدن۔

علیٰ بن ابی طالب نے جو اربع الکھم میں اور ابن جبر نے شرح اربعین میں اور ترمذی و ابن ماجہ نے بالغافل مختصر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔